مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میں نہایت پریشان ہوں"۔

وہ اشخاص جن کی ذات سے لوگوں کو نفع پہونچا ہے اکثر بلا یقین نفع اور کامیابی کے زمانہ دراز تک کام کرتے رہے ہیں۔ کوئی اُن کا حامی اور مددگار نہ ہوا۔ جس تخم کو انھوں نے بویا تھا وہ برف کے نیچے دبا رہا۔ اور اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ اسکے موسم بہار کے قبل ہی اُسکا کسان قبر میں جاکر سو رہا آدم اسمتھ صاحب نے تمدن اور معاشرت میں جو کتابیں لکھی تھیں اُنکو اُنکے زمانہ میں کسی نے دیکھا تک نہیں۔ ستر برس تک وہ کتابیں جوں کی توں پڑی رہیں۔ اِسکے بعد لوگ اُس سے فی الجملہ نفع اٹھانے لگے چنانچہ اِس اُنیسویں صدی میں بھی ان کتابوں کی قدر جیسی چاہئے نہیں ہوئی اور جو حق اُن کتابوں سے نفع پانیکا ہے لوگوں نے نہیں پایا۔

مایوس اور ناامید ہو جانا ایک ایسی بلا ہے کہ خدا اس سے ہر انسان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اِس سے بھلا چنگا انسان مٹی میں مِل جاتا ہے امیدوں کی مثال آفتاب کی ہے۔ جو شخص ان کی طرف رُخ کرتا ہے اُس کی مصیبتیں سایہ کی طرح اُسکے سامنے سے ٹل جاتی ہیں"۔ کیونکر کام کروں، کِس طرح خوش رہوں، دنیا نہایت خراب جگہ ہے" ایسے جملے اُنہی کی زبانوں

لے آدم اسمتھ صاحب اسکاٹ لینڈ کا مشہور حکیم تھا۔ اس کی تصنیف "سیاست مدن" میں بے مثل ہے۔ کالج کی ایک زمانہ تک پروفیسری کی تھی ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۰ء میں مر گیا۔

سے نکلتے ہیں جن کی امیدیں معدوم ہو گئیں جنہوں نے اپنے کو آپ اپنے ہاتھوں تباہ کر ڈالا ہے ۔

ڈاکٹر ینگ[1] صاحب ایک بڑے حکیم گذرے ہیں انکا یہ مقولہ تھا کہ جس کام کو ایک انسان کر سکتا ہے اُسکو دوسرا بھی ضرور کر سکتا ہے ایکدفعہ صاحب موصوف گھوڑے پر سوار کہیں چلے جاتے تھے اور مسٹر بارسلی[2] صاحب انکے ہمراہ تھے ۔ ایک نالا ان دونوں صاحبوں کی راہ میں حائل ہو گیا ۔ بارسلی صاحب جو گھوڑے کی سواری اچھی طرح جانتے تھے ایڑ مارتے ہی اُس کنارہ تھے ۔ ینگ صاحب نے بھی کوشش کی ۔ لیکن گھوڑے پر سے گر پڑے چوٹ کھائی ۔ چاہیے تھا کہ وہ اِس سے ہمت ہار جاتے ۔ سو بجنبہ پھر فوراً گھوڑے پر سوار ہوے اور نالے کو پھاند جانا چاہا لیکن پھر بھی گرے ۔ اِسپر بھی اُنھوں نے ہمت نہ ہاری اور تیسری بار پھاند ہی گئے لوگوں کو یہ ایک چھوٹی سی بات معلوم ہو گی لیکن انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے

---

[1] ڈاکٹر ینگ صاحب انگلستان کا مشہور حکیم تھا ۔ فن طبابت میں ڈاکٹری کا خطاب حاصل کیا تھا ملک جرمنی کے کالجوں میں تحصیل علم کی تھی اِسنے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں ۱۷۷۳ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۲۹ء میں مر گیا ۔

[2] مسٹر بارسلی صاحب اسکاٹ لینڈ کے پادری تھے ۔ دین عیسوی میں ایک نئے فرقہ کی موجد گذرے ہیں ۔ فن مباحثہ میں کمال رکھتے تھے برسٹل اور کئی لنڈن کے مقاموں میں وعظ کہتے پھرے اور آخر ۱۷۹۱ء میں رحلت کر گئے ۔

انسان کے اندر دنی چال چلن کی کیفیت کُھل پڑتی ہے۔

اڈوبن صاحب مصوّر کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کی محنت میں پچاس عُمدہ تصویریں بنائیں اور انھیں ایک بکس میں بند کر کے اپنے ایک دوست کے حوالہ کر دیا اور خود سفر کو چلا گیا۔ چلتے وقت میں نے اپنے اُس دوست پر اس کی حفاظت کی بڑی تاکید کر دی تھی۔ جب میں سفر سے واپس آیا اور اس بکس کو اُن سے لے کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہے نے اِن کُل تصویروں کو کُتر ڈالا ہے۔ اور اُس صندوق میں اپنے بچوں کے رہنے کے لئے گھر بنایا ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہوا کہ میں پہلے تو متردد ہوا لیکن پھر دل میں سوچا کہ آخر ہوا کیا؟ میں اس سے کہیں عُمدہ تصویریں بنالوں گا۔ چنانچہ میں بخوشی اُس سے درگذرا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہوا اور خدا کے فضل سے اُس سے بھی عمدہ تصویریں بنالیں جس کسی کو ایسا واقعہ پیش آیا ہو گا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتنی بڑی بات تھی اور صاحب موصوف نے کیسی ہمت اور دلیری کو راہ دی اور حقیقتاً صابر اور نیکدل تھے۔

ف اڈوبن صاحب۔ امریکہ کے مشہور مصوّر اور علم طیور سے پورے واقف تھے یہ دوبار انگلستان بھی گئے اور ہر جگہ ان کی قدر و منزلت ہوئی۔ انکی کتاب طیور کے حالات میں بہت بڑی ہے اور ایسی ہے کہ کبھی پہلے نہ لکھی گئی تھی ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوے اور ۱۸۵۱ء میں شہر نیویارک میں مر گئے۔

لارڈ لائیل صاحب انگلستان کے نامی مورخ اور حکیم نے بڑی جانفشانی سے ایک کتاب تصنیف کی اور اُس کتاب کا نام "فرانس کی بغاوت" رکھا۔ اِس کتاب کا ایک حصہ چھپ چکا تھا اور دوسرا حصہ چھپنے کو باقی تھا۔ اِس مسودہ کو اُن کے ایک دوست اُن سے لے گئے اور لے جا کر اپنے گھر میں کھڑکی پر رکھ دیا۔ اِن کے گھر کی ایک نئی ماما نے دیکھا اور اُسے پڑا دیکھ کر سمجھا کہ یہ ردی کاغذ ہے جلا دیا۔ جب یہ خبر لارڈ لائیل صاحب کو پہونچی تو وہ سناٹے میں آ گئے۔ لیکن باستقلال تمام پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ اُس دوسرے حصے کو نئے سرے سے تمام کر ہی چھوڑا۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ناحق غصہ ہو کر پریشانی میں اُلجھا رہتا اور اُس سے وہ کتاب بھی تمام نہ ہوتی۔

دُنیا میں جن آدمیوں نے نئی نئی چیزیں نکالی ہیں اُنکے سوانح عمری پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت مستقل مزاج اور محنتی تھے۔

ف لارڈ لائیل۔ انگلستان کا مشہور حکیم اور مورخ۔ جس کی تصانیف کا اثر انگلستان پر اتنا ہوا کہ کسی مصنف سابق کا نہ ہوا تھا۔ اِس کی عبارت اِس کے مضامین عجیب نرالے طرز کے ہیں۔ ملک اسکاٹ لینڈ میں ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور کئی مہینے ہوئے کہ قضا کی۔ ہماری ملکہ معظمہ قیصرِ ہند کوئین وکٹوریا کی جب اِس مصنف نے ملاقات کی تو اِس طرح باتیں کیں جس طرح کوئی آدمی کسی عام شخص سے باتیں کرتا ہو۔ مگر ہماری ملکہ کو اِس کا رنج نہ ہوا بلکہ خوش ہوئیں اِس شخص کی سوانح عمری لکھی گئی ہے۔

اسٹیفن سن[1] صاحب نے جب پندرہ برس تک لگاتار محنت کی تب ریل کی کل کو اس حالت تک پہونچایا کہ وہ لوہے کی سڑک پر چلنے لگی۔

جیمس واٹ[2] ریل کی کل کو تکمیل پر پہونچانے کے لئے تیس برس تک محنت کرتے رہے۔ سر والٹر اسکوٹ[3] صاحب نے اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں کہ آدمی انہیں برسوں پڑھا کرے تب بھی تمام نہ ہوں۔ یہ کرانی کا کام کرتے تھے۔ آفس کے معمولی وقت پر انہیں آفس جانا ضرور تھا۔ صرف صبح کو جتنی فرصت ملتی تھی اسی میں وہ کتابیں تصنیف کرتے تھے۔ آفس میں اُن کو فی صفحہ دو آنے ملتے تھے۔ یہ روزانہ ایک سو بیس صفحے نقل کرتے اور پندرہ روپے روزانہ پیدا کرتے تھے۔ انکا معمول تھا کہ جب

---

[1] اشٹیفن سن صاحب۔ انگلستان بلکہ سارے جہان کے بہی خواہوں میں درجہ اعلےٰ کا بہی خواہ اور ایک انجنیر تھا جسکی کوششوں سے انگلستان میں ریل گاڑی جاری ہوئی اسکو اس بات میں بہت مزاحمتیں پیش آئیں لیکن یہ سب پر فتحیاب ہوا اور ۱۸۱۴ء میں اس نے ریل گاڑی جاری ہی کر دی۔ اس تجارت سے اسکو آخرش بہت نفع ہوا ۱۷۸۱ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۴۸ء میں مر گیا۔

[2] جیمس واٹ صاحب انگلستان کا مشہور شخص اور علم جر ثقیل میں ماہر تھا اسکی کوشش اور سعی سے انجن اس قابل ہوا کہ ریل گاڑی کھینچے ۱۷۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۹ء میں مر گیا۔

[3] سر والٹر اسکاٹ صاحب۔ اسکاٹلینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر تھا اس شخص کے ناول مشہور زمانہ ہیں ۱۷۷۱ء پیدا ہوا تھا اور ۱۸۳۲ء میں مر گیا۔

کسی دوست کا خط آتا تو اُسکا جواب فوراً روانہ کرتے ہرگز دیر نہ کرتے
اسکاٹ صاحب نے اگرچہ بہت بڑی لیاقت حاصل کی تھی لیکن اسپر بھی وہ
اکثر کہا کرتے کہ میں اپنی جہالت سے بہت پریشاں ہوں اُن کا یہ جملہ کچھ جھوٹا
اور معمولی انکسار کا جملہ نہ تھا۔ جن لوگوں کو اچھی لیاقت ہوتی ہے اُن کو
فی الحقیقت ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ٹری نٹی کالج کے نامی پروفیسر کے
پاس جب اُسکے شاگردوں نے جا کر کہا کہ خدا کے فضل سے ہم لوگوں کی تحصیل
ختم ہو گئی۔ تو پروفیسر نے کہا کہ بھائی! تم لوگوں کی تحصیل ختم ہو گئی ہو تو ہو گئی
ہو لیکن میری تحصیل تو ابھی شروع ہی ہوئی ہے۔

سقراط[لہ] کا یہ قول تھا کہ مجھے اتنے دنوں میں صرف یہی ایک بات معلوم
ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ”میں نے ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں کیا“ سر اسحاق
نیوٹن نے کہا کہ ”میں ابھی تک علم کے سمندر کے کنارے صرف کنکریاں
چن رہا ہوں“۔ غرض انسان کو غرور محض بیوقوفی اور جہالت سے ہوتا ہے
جان بریٹن جنہوں نے عمارت کے علم میں بہت سی عمدہ کتابیں تصنیف
کی ہیں۔ بہت ہی محنتی آدمی تھے۔ یہ شہر ولٹی مور کے ایک بہت ہی
ادنےٰ جھونپڑے میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے باپ نان بائی کا کام

لہ سقراط یونان کا مشہور حکیم تھا۔ اِس شخص کے فلسفہ نے یونان کے فلسفہ کی بنیاد
ہی بدل دی۔ شہر ایتھنز میں ولادت مسیح سے ۴۷۰ برس قبل پیدا ہوا تھا اور ولادت
مسیح سے ۳۹۹ برس قبل مر گیا۔

کرتے تھے - کارخانہ میں گھاٹا پڑنے کی وجہ سے اُن کے دل پر کچھ ایسا صدمہ
ہوا کہ دیوانہ ہو گئے - یہاں تک کہ چند روز بعد قضا کی - اِن کے مرنے پر
جان ہرشین صاحب کے چچا نے اِن کی پرورش کا بار اُٹھایا - لڑکپن میں
انہوں نے کچھ بھی نہ پڑھا - صحبت بھی اچھی نہ ملی - ہوش سنبھالتے ہی انہیں
اِن کے چچا نے بوتل میں کاگ کرنے بھرنے کے کام میں لگا دیا - جب اِن کا
چچا بیمار ہو گیا اور ان کی پرداخت نہ کر سکا تو صرف بائیس روپیہ انکے حوالہ
کر کے اپنے گھر سے نکال دیا - سات برس تک یہ یوں ہی بھٹکتے پھرے
صدہا قسم کی مصیبتیں جھیلیں لیکن ان مصیبتوں میں انہوں نے پڑھنے کا
شغل ترک نہ کیا چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ "میں جس مکان میں رہتا تھا وہ نہایت
تاریک تھا اور مجکو ماہواری بارہ آنہ اُس کے کرایہ کے دینے پڑتے تھے -
میں پلنگ پر لیٹا لیٹا کتابیں پڑھا کرتا اتنی وسعت نہ تھی کہ آگ روشن کرتا -
اور اُس کی گرمی میں آرام سے کتابیں پڑھتا" یہ پا پیادہ باتھ شہر تشریف لیگئے
اور بورا باندھنے کے کام پر نوکر ہوئے لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ نوکری بھی
چھوٹ گئی اور پورے مفلس گدا بن گئے نہ پاؤں میں جوتی اور نہ بدن میں
کرتا - چند روز کے بعد پھر انہیں لنڈن کے ایک تہ خانہ میں بورا باندھنے
کا کام ہاتھ لگا - انکو سات بجے صبح سے گیارہ بجے رات تک برابر تہ خانہ
میں کام کرنا پڑتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اِن کی صحت میں خلل آگیا - غرض کام
چھوڑ بیٹھنا پڑا - چند روز کے بعد یہ ایک انگریزی مکتب میں سات روپے
ہفتہ وار پر گرامر ٹیچر مقرر ہوئے - لیکن واہ رے تیرا دل کہ ایسی ایسی مصیبتوں

[illegible]

میں بھی لکھنے کی مشق کبھی نہ چھوڑی تھی۔ اس نوکری کے مل جانے سے ان کو کچھ فرصت بھی ملنے لگی۔ اب انہوں نے کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا۔ اور بہت عمدہ لیاقت حاصل کر لی۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد دوسرے آفس میں دس روپے ہفتہ وار ی پر نوکر ہو گئے۔ جب ان کی عمر اٹھائیس برس کی تھی۔ اُسوقت ایک کتاب "احوالات پیٹربرو" نام تصنیف کی اور اس زمانہ سے لیکر پچپن برس کی عمر تک برابر کتابیں تصنیف کرتے رہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد قریب ستاسی کتابوں کے ہے۔

ان کی ایک کتاب جس میں انگلستان کی پرانی عمارتوں کے حالات درج ہیں بہت بڑی کتاب چودہ جلدوں میں ہے جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے اُسکے دل میں ان کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔

سیموئیل ڈرو صاحب کے حالات بھی عجیب وغریب ہیں۔

ان کا باپ بہت ہی محنتی مزدور تھا۔ اگرچہ اُس کو اتنی وسعت نہ تھی لیکن اسپر بھی اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے انہیں اور ان کے ایک اور بھائی کو ایک ایسے اسکول میں داخل کیا جسمیں فی ہفتہ آٹھ پائی فیس کی دینی پڑتی تھی۔ ان دو لڑکوں میں سے بڑا لڑکا جسکا نام جابیز تھا خوب جی لگا کر پڑھتا لیکن ڈرو صاحب تو محض نکمے اور شریر تھے جو کچھ ان کی ماں نے انہیں لکھایا پڑھایا تھا وہی تو انہوں نے سیکھا باقی اسکول میں کچھ بھی حاصل نہ کیا۔ سوائے شرارت اور کھیل کے ان کو کوئی دوسرا شغل نہ تھا جب یہ لڑکا آٹھ برس کا ہوا تو مزدوری کرنے لگا اور روزانہ چار پیسے

52

کما لاتا ۔ ماں کے مرجانے کے بعد تو اُسے اَور بھی آزادی ملی ۔ خوب چھوٹ کھیلا ۔ جب دس برس کا ہوا تو اُس کے باپ نے اُسے ایک موچی کے ہاں کام سیکھنے کے لئے بٹھلا دیا ۔ یہاں اِس لڑکے نے بہت تکلیفیں اُٹھائیں چنانچہ وہ خود راقم ہے کہ "جس طرح خندقوں میں مینڈک رہتے ہیں اُسی طرح میں وہاں رہتا تھا"۔ اِس لڑکے کی یہ عادت تھی کہ باغوں میں جاکر میوے توڑ لاتا اور چوری اور لوٹ کے کام میں سب شہری لڑکوں کا سردار بنا رہتا ۔ جب یہ سترہ برس کا ہوا تو موچی کے ہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور بسکارڈ شہر میں ایک موچی کے یہاں نوکر ہوا اِسکا بھائی اِسے ڈھونڈتا ہوا وہاں پہونچا اور سمجھا بوجھا کر گھر واپس لے آیا گھر پہونچکر یہ ڈاک گھر کا پیادہ مقرر ہوا اور اسکے بعد پلاموتھ شہر میں موچی کا کام کرنے لگا ۔ اِس شہر میں اِس شخص نے ایک بار گدہ کا کھیلنے میں انعام بھی پایا تھا ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس فن میں اِس کو اچھی مہارت حاصل تھی ۔ انگلستان میں جو اسباب غیر ملکوں سے جہازوں پر لدکر آتے تھے اُن کے اُتارنے میں جہاز والوں کو سرکاری ٹیکس دینا پڑتا ہے لیکن اکثر دغا باز تاجر محصول سے بچ جانے کے لئے بدمعاشوں سے مال اُتروا لیا کرتے ۔ سیموئیل ڈرو صاحب اِس طرح سے مال اُتارنے میں بڑے چالاک اور ہوشیار تھے ۔ ایک دفعہ صاحب موصوف آدھی رات کو ایک چھوٹی سی ڈونگی پر سوار ہوکر جہاز پر سے خفیہ مال اُتارنے گئے ۔ اتفاق سے طوفان نے انہیں آگھیرا ۔ ڈرو کے ساتھیوں نے بھتیرا ہاتھ

پاؤں مارا لیکن ڈینگی کو کنارہ تک نہ پہونچا سکے اور کشتی سمندر میں اُلٹ ہی گئی - ڈرو صاحب کے ساتھی سب سیدھے ملکِ بقا کو سدھارے لیکن یہ مرتے مرتے کسی طرح بچ گئے اور کنارہ پر جا لگے - کنارہ پر پہونچتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے اور رات بھر وہیں پڑے رہے - دن کو لوگوں نے انہیں دیکھا ہسپتال لے گئے - بارے علاج معالجہ سے اِن کے مردہ جسم میں گویا جان آ گئی -

جس شخص نے ڈرو صاحب کی اِن حالتوں کو پڑھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ کس درجہ بگڑ چکے تھے - لیکن خیالات کے بدل جانے سے اور کوشش وسعی سے (اگر خدا کا فضل معاون ہو تو) انسان کہاں تک بدل جا سکتا ہے یہ بھی اِن کے خاتمہ سے ظاہر ہے کہ یہی ڈرو صاحب ایک نامی واعظ اور بڑے مصنّف ہو کر مرے -

موت کے پنجہ سے اِس طرح چھوٹ جانے کے بعد ڈرو صاحب کی طبیعت کچھ ایسی بدلی کہ ہمیشہ خاموش رہتے اور ہر وقت دل ہی دل میں کچھ سوچتے رہتے - تھوڑے ہی دنوں کے بعد انکے بھائی نے بھی قضا کی - اِن سب واقعات نے اِن کے دل پر کچھ ایسا اثر پیدا کیا اور دنیا کی بے ثباتی اور لہو و لعب میں مشغول رہنے کی بُرائی کچھ ایسے پھر چھپے طور سے اِن کے سمجھ میں آگئی کہ یہ بالکل ہی بدل گئے - نئے سرے سے تحصیل علوم کا شوق انکے دل میں پیدا ہوا - لیکن اتنے دنوں کی غفلت نے اگلا لکھا پڑھا سب کچھ بھلا دیا تھا - الف کے نام بے بھی یاد نہ تھا اِنکے لکھنے کی

حالت یہ تھی کہ انکے ایک دوست نے انکے لکھنے پر یہ پھبتی کہی ہے کہ ڈرو صاحب کا لکھنا اور مکڑی کے پاؤں میں سیاہی لگا کر کاغذ پر رینگنا دونوں برابر ہیں۔

ڈرو صاحب خود اپنا حال لکھتے ہیں کہ "جوں جوں میں پڑھتا ہوں۔ مجھ پر میری جہالت کھلتی جاتی ہے اور تحصیل علوم کی خواہش تیز ہوتی جاتی ہے فرصت کے ہر لحظہ کو میں نے تحصیل علوم میں صرف کیا چونکہ مجھے اپنی ہی محنت سے روٹی پیدا کرنی پڑتی تھی اسلئے مجھے تحصیل علم میں بہت کم وقت صرف کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ میرا اکثر یہ دستور تھا کہ کھاتا جاتا اور پڑھتا جاتا جب میں نے لاک صاحب کی وہ تحریر جو انھوں نے عقل کے بارے میں لکھی ہے پڑھی تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ کل پست خیالات میرے دل سے دور ہو گئے گویا میں دوسرا آدمی ہو گیا۔ ڈرو صاحب نے صرف سات روپیہ سے کارخانہ شروع کیا۔ اب چونکہ ان پر لوگوں کو اعتماد ہونے لگا تھا اسلئے انہیں ایک سوداگر نے کچھ روپے قرض دیئے اس قرض کو انہوں نے فوراً ہی ادا کر دیا اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ پھر کبھی کسی سے قرض لونگا چنانچہ ان کو بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئیں لیکن یہ نیک مرد اپنے اس نیک ارادہ سے نہ ٹوٹا پر نہ ڈگا۔ صاحب موصوف نے ارادہ کر لیا تھا کہ آزادی محنت اور کفایت بس انہیں تین ذریعوں سے روپیہ حاصل کرونگا۔ چنانچہ خدا نے ان کی مدد کی اور وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوئے۔

اگرچہ ان کو اپنی اوقات بسری کے لیئے سخت محنت کرنی پڑتی تھی لیکن پھر

بھی اتنا وقت ضرور نکال لیتے تھے کہ علم ریاضی - تواریخ - فلسفہ ایسے ایسے
علوم کو حاصل کریں -

دوکانداری اور تحصیل علوم کے علاوہ صاحب نے لوگوں کو وعظ کہنا بھی شروع کیا - پولیٹیکل امورات پر بھی بحث کرنے لگے - اکثر بڑے بڑے عقلا انکی دوکان پر ان سے بحث کرنے آتے اور اکثر ان کو بھی اُن لوگوں کے یہاں جانا پڑتا - اِس سے اِن کا بڑا حرج ہونے لگا اکثر انکو آدھی رات تک کام کرنا پڑتا - ایک دن کا تذکرہ ہے کہ یہ اپنی کوٹھری میں بیٹھے کوئی کام کر رہے تھے کہ ایک لڑکا کھڑکی کے پاس آکر بولا - "ارے چمار ! ارے چمار دن بھر تو دوڑا پھرتا ہے اور رات کو کام کرتا ہے" !! انہوں نے نہایت نرمی سے جواب دیا - "سچ بھائی سچ ! انشا اللہ اب ایسا نہ کروں گا" - ڈرو صاحب راقم ہیں "اُس لڑکے کا یہ کہنا مجھے بالکل منجانب اللہ معلوم ہوا - چنانچہ میں نے آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنے کی عادت مطلق ترک کردی" -

انہوں نے شادی کرکے امریکہ چلے جانے کا ارادہ کیا پہلے پہل انہیں اشعار تصنیف کرنے کا شوق ہوا تھا اور ابھی تک جو اشعار انکی تصنیفات میں موجود ہیں اُن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ڈرو صاحب کے دل میں دنیا کی بے ثباتی بہت زور اور طور سے ثابت ہوگئی تھی - اِنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اُس میں ایک کا نام "مروج کا بیجسم اور کا نزوال ھونا" ہے - یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے اور لوگ ابھی تک اِسکی قدر کرتے ہیں اِنہوں نے اِس کتاب کو صرف دو سو روپے پر ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور دل

میں خیال کیا تھا کہ میں بہت نفع میں رہا لیکن اُسوقت اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُسی کتاب سے کتب فروشوں نے لاکھوں روپے پیدا کئے۔ شہرت نے اُن کے دل کو مغرور نہیں بنایا تھا اکثر وہ اپنے مکان کے سامنے سڑک پر جھاڑو دیا کرتے اور وہاں سے کوئلا اُٹھا اُٹھا اپنے آتشدان میں رکھنے کے لئے گھر لے جاتے ایک دفعہ اِن کے ایک معزز دوست نے اِن سے کہا کہ "یہ کام آپ کے شان کے خلاف ہے" اُنھوں نے جواب دیا کہ "جس شخص کو کوئلا اُٹھانے میں شرم آتی ہو اُسے آگ تاپنے میں بھی شرم آنی چاہئے" ڈاکٹر بیوکٹ صاحب نے اِن کو کتابوں کے تصنیف کرنے اور ایک ماہواری رسالہ میں مضمون لکھنے کے لئے نوکر رکھا۔ اِس زمانہ میں انہوں نے بڑی ترقیاں کیں چنانچہ وہ خود راقم ہیں۔" میں ایک بہت ہی نیچی حالت سے سربلند ہوا۔ برابر میری یہی کوشش ہی کہ میرے عزیز و اقارب عزت پائیں اور معزز بنیں۔ اُنہیں ایمانداری۔ محنت۔ کفایت شعاری اور خوفِ خدا حاصل ہو اور الحمدللہ کہ خدا میری کوششوں سے خوش ہوا اور اُس نے میری خواہشوں کو پورا کیا۔

ہیوم صاحب کے حالات بھی غور کے قابل ہیں۔ اِن کی لڑکپن ہی میں اِن کے والد نے قضا کی تھی۔ اِن کی ماں نے منٹروس شہر میں ایک دوکان کھولی اور ہیوم صاحب کو ایک ڈاکٹر کے ہاں طبابت سیکھنے کو بٹھلا دیا۔ صاحب نے طبابت کو خوب جی لگا کر سیکھا اور سند بھی حاصل کی۔ پھر سنہ ۱۷۹۹ء میں جنرل پاول کے ساتھ کام کرنے لگے۔ جن

دونوں مرہٹوں اور سرکار انگلشیہ کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی اُن دنوں سرکار کو ایک مترجم کی ضرورت ہوئی صاحب فوراً اُس کام پر نوکر ہو گئے ہندوستان میں آکر اُنھوں نے یہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ پھر یہ فوج میں طبابت کے کارخانہ کے سردار مقرر ہوئے۔ اِن سب کاموں کو انجام دینے کے بعد بھی اِن کو اتنی فرصت مل رہتی تھی کہ وہ حیران تھے کہ کون سا کام کیجئے۔ چنانچہ وہ کام اَور بھی اِنکے ہاتھ لگے یعنے وہ پوسٹ ماسٹر (ڈاک خانہ کے منتظم) اور پے ماسٹر (تقسیم مشاہرہ کے منتظم) بھی مقرر ہوئے کمسریٹ کا انتظام بھی اِنہیں کے سپرد ہوا اِس سے اِنہیں بہت نفع ہوا۔ دس برس کے بعد اپنے وطن انگلستان بہت دولت لیکر واپس گئے انگلستان پہونچتے ہی صاحب نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے کُل رشتہ داروں اور عزیزوں کے لئے ایک معقول بندوبست کر دیا۔

ہیوم صاحب کچھ ایسے خود غرض اور نفس کے بندے تو تھے ہی نہیں کہ دولت مند ہو جانے کے بعد محض آرام طلبی میں زندگی بسر کرتے۔ اِن کے دل میں اپنے ہم وطنوں اور دوسرے ملک کے رہنے والوں کے حالات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی۔ غرض سیاحی کرنے لگے۔ ۱۸۱۲ء میں جب سفر سے واپس آئے تو پارلیمنٹ کے ممبر مقرر ہوئے اور چوبیس برس تک اِس عہدہ کو انجام دیتے رہے۔ جب پارلیمنٹ میں کوئی ایسی بات پیش ہوتی جس میں خلایق کی بھلائی متصور ہو تو یہ ضرور اُس میں پوری کوشش کرتے اور جس بات کے پیچھے پڑتے اُس میں اپنی پوری لیاقت کا استعمال

کرتے - یہ کچھ فصیح البیان نہ تھے لیکن بہت صاف سلیس اور رواں فصیح بولتے تھے - شیفسٹری صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی لوگوں کے چڑانے اور خلاف باتوں کے کہنے سے ناراض نہیں ہوتا تو وہ ہیوم صاحب ہیں اکثر پارلیمنٹ میں غالب رائیں انکے خلاف میں ہوتیں لیکن اُسوقت بھی انکی باتوں کا اثر ضرور رہتا - اگرچہ لوگ ان پر مضحکہ کیا کرتے اور اکثر کارروائی بھی ان کی رائے کے خلاف ہو جاتی اور کبھی مباحثہ میں وہ اکیلے ایک جانب رہتے لیکن وہ اپنے کام میں برابر مستقل مزاج رہے اور کبھی ہمت نہ ہاری - اور نہ اپنی امید ہاتھ سے دی ●

باب (۴)

کاروباری آدمی

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کاراند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

کارے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے "جو شخص اپنے کاروبار میں محنتی ہے اُسے دیکھنا وہ بادشاہِ وقت کی بغل میں کھڑا ہو گا۔

کاروبار میں ترقی کے لئے بھی محنت اور استقلال کی اُتنی ہی ضرورت ہے جتنی تحصیل علوم میں۔ یونانیوں کا مقولہ ہے۔ "کاروبار میں ترقی کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ آدہ۔ محنت اور تجربہ۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ اتفاقات سے کوئی شخص گھر بیٹھے مالا مال ہو جائے لیکن جس طرح وہ دولت جو قمار بازی کے ذریعہ سے ہاتھ لگتی ہے انسان کے حق میں مضر ہوتی ہے ویسے ہی وہ روپے جو کسی اتفاقی سبب سے ہاتھ لگ جاتے ہیں سمِ قاتل ہوتے ہیں۔

لارڈ بیکن[1] اسی لئے لکھتے ہیں "نزدیک والا راستہ اکثر گندہ اور میلا ہو جاتا ہے - اگر آدمی آرام سے جانا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ صاف راستہ سے جائے اگرچہ اس میں وہ اپنی منزل پر دیر ہی کو کیوں نہ پہونچے کیونکہ "آخیر میں بظاہر تکلیف ہے لیکن اصلی خوشی" اور عمدہ نتیجہ کامل عمدگی' اور سچی پاکی صفائی میں ہے

ہر نوجوان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُسکی خوشی اور ترقی خود اُسی پر اور اُسکی کوششوں پر منحصر ہے - نوجوان کو اس جملہ کے سوا اور کسی جملہ پر کان نہیں رکھنا چاہئے کہ "تم کو آپ اپنے چلنے کے لئے راہ بنانی ہے - تمہارا فاقوں مرنا یا عیش کرنا تم ہی پر منحصر ہے -

ہیزلٹ[2] صاحب کیا غلط لکھتے ہیں کہ "کاروباری آدمی کی ٹھیک مثال ایک ایسے ٹٹو کی ہے جو دن رات گاڑی میں جُتا رہے - اسکا بہت بڑے سے بڑا کام بھی بس اتنا ہی ہے کہ جس لکیر پر یہ چلتے ہیں اُس سے الگ نہ ہوں بہت بڑے سے بڑے انتظام کے لئے بس صرف اسیقدر درکار ہے کہ آدمی اور قسم کے تصورات اور خیالات کو چھوڑ کر صرف نفع اور ضرر کی

[1] لارڈ بیکن انگلستان کا مشہور حکیم اور نامی مصنف تھا وہ فلسفہ جسکا اصول تجربہ ہے اسکی ایجاد ہے - کُل یورپ اسکو اس فلسفہ کا موجد قبول کرتا ہے بہت سے عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا - ۱۵۶۱ء میں پیدا ہوا ۱۶۲۶ء میں مرگیا -

[2] ہیزلٹ انگلستان کے ایک موحد عیسائی کا لڑکا تھا اسنے اپنی تمام عمر تحصیل علم اور کتابوں کے تصنیف کرنے میں صرف کی - بہت بڑا نامی مصنف تھا ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۰ء میں مرگیا -

طرف متوجہ رہے"۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اِن کی اِس تعریف سے بڑھ کر اور کوئی غلط تعریف نہیں ہو سکتی۔ ہاں اِس میں بھی شُبہ نہیں کہ اکثر کاروباری بھی پست خیال کے آدمی ہیں۔ لیکن عالموں۔ قانون دانوں اور مصنفوں میں بھی تو بھتیرے پست خیال ہوتے ہیں۔

برک صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ میں نے "تاجروں اور سوداگروں میں ایسے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو منتظمان سلطنت کی طرح کارروائی کرتے ہیں۔

ہر بڑے کارخانہ کے ثبات کے لیئے یہ فرض ہے کہ اُس کے منتظم کو اپنی لیاقت ہو تو ہو کہ وہ اُس کارخانہ کے کام کو مستعدی سے انجام دے سکے اپنے ماتحتوں کی تعداد کثیر پر ہمہ دم نگراں رہے فطرت اور جبلت انسانی سے خوب آگاہ ہو۔ کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکے۔ اپنی تعلیم آپ کرنے پر ہر وقت مستعد اور آمادہ رہے۔ بیشک کاروبار کا اسکول کچھ ایسا چھوٹا اسکول نہیں ہے جیسا بھتیرے مصنف خیال کرتے ہیں مگر ہاں جس طرح دُنیا میں اعلےٰ درجہ کے نیکوں بھلے آدمیوں۔ شاعروں۔ اولیاء اور شہیدوں کی تعداد کم ہے۔ اُسیطرح بہت اچھے منتظم اور کاروباری آدمیوں کی تعداد

ف۱ برک انگلستان کا نامی فصیح البیان مُصنف جسکی تحریر و تقریر ہر دل عزیز ہے شہر ڈبلن میں ۱۷۲۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۰ء میں مر گیا۔

بھی بہت کم ہے۔

کم فہموں کی ہمیشہ یہ غلطی رہی ہے کہ "عاقل اور ذہین لوگ کاروبار کے انتظام کے لایق نہیں ہوتے بلکہ کاروبار انسان کو غبی اور کند ذہن اور مخبوط الحواس بنا دیتا ہے"۔ مگر یہ اُن کی نری کج فہمی ہے۔ حقیقت میں کوئی پیشہ انسان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ انسان خود پیشوں کو ذلیل کرتا ہے جتنے ایسے پیشے ہیں جن میں ایمان داری اور دیانت داری سے روپے حاصل کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب معزز ہیں۔ خواہ انسان اُس میں اپنے دل سے کام لے خواہ ہاتھ سے۔ ہاتھ میلا ہو جائے تو ہونے دے۔ لیکن دل کو میلا ہونا نہیں چاہئے۔ کیونکہ مادی چیزیں انسان کے جسم کو اسقدر سیاہ نہیں کرسکتیں جسقدر بری خصلتیں اُسکے قلب و روح کو۔ ہاتھ کی سیاہی بہت آسانی سے زائل ہو جاتی ہے مگر دل کی سیاہی تو خدا ہی کے دھوئے دُھل سکتی ہے۔

تواریخ شاہد ہے کہ بہت بڑے بڑے آدمی مختلف پیشے اور کاروبار بھی کرتے تھے اور اِس پر اپنے اعلیٰ درجہ کے کاموں میں بھی مشغول اور مصروف رہتے تھے۔ سولنؔ ملک اتھنس کا بانی اور نامی حکیم

ف سولن یونان کا مقنن اور مشہور عاقل تھا۔ اِسنے یونان پر ایک زمانہ تک بہت عادلانہ طور سے حکمرانی کی تھی ۳۸۶ برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۵۹ برس قبل سنہ عیسوی کے مرگیا۔

اور تھیلس[۱] یہ دونوں صاحب باایں ہمہ لیاقت مندی تاجر پیشہ تھے -
افلاطون تیل بیچ بیچ کر اپنی زندگی بسر کرتا - شکسپیر ایک تھیٹر کا منیجر
تھا - چوسر[۲] پہلے ایک سپاہی پھر ٹیکس کا کمشنر پھر جنگلوں کا انسپکٹر تھا
اسپنسر[۳] لارڈ ڈپٹی آئرلینڈ کا سکرٹری اور بڑا محنتی آدمی تھا -
ملٹن[۴] پہلے تو ایک اسکول کا ماسٹر تھا - اُس کے بعد گورنمنٹ کا سکرٹری
مقرر ہوا - اُس کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بڑا کاروباری اور محنتی تھا
نیوٹن ٹکسال گھر کا منتظم تھا بلکہ سنہ ۱۶۹۶ء کا سکہ خاص اسی کے اہتمام سے
جاری ہوا تھا کوپر[۵] کو اس بات کا بڑا فخر تھا کہ میں ایک بڑا کاروباری
اور محنتی آدمی ہوں -

---

[۱] تھیلس مُلک یونان کا نامی حکیم فیثاغورث حکیم کا اوستاد یونانی فلسفہ کا موجد
یہ ایک بہت بڑا شخص گذرا ہے ۶۴۰ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۴۸ برس
قبل سنہ عیسوی کے مرگیا -

[۲] چوسر - انگریزی شاعری کا موجد گذرا ہے - شہر لنڈن میں سنہ ۱۳۲۸ء میں پیدا ہوا
اور سنہ ۱۴۰۰ء میں مرگیا -

[۳] اسپنسر انگلستان کا نامی شاعر لنڈن میں سنہ ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوا اور لنڈن ہی میں سنہ ۱۵۹۹ء میں مرگیا -

[۴] ملٹن انگلستان کا بہت ہی اعلے درجہ کا شاعر جسکی کتابیں برابر کالجوں میں پڑھائی جارہی
ہیں سنہ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۷۴ء میں مرگیا -

[۵] کوپر مشہور شاعر سنہ ۱۷۳۱ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۰۰ء میں مرگیا اسکے اشعار سارے انگلستان
کی درسی کتابوں میں پڑھائے جاتے ہیں -

ووڈس ورتھ[1] گٹ بانٹا کرتا تھا اور سر والٹر اسکاٹ[2] کرانی تھا۔

یہ سب کچھ ایسے معمولی لوگ نہ تھے علم و فضل میں کامل انکی دانائی اور حکمت کا شہرہ آج سارے جہان میں ہے۔

میں اب بھی دیکھتا ہوں کہ جو بڑے عقیل اور دانائے روزگار ہیں وہ ضرور کاروباری اور محنتی ہیں گر وٹ[3] صاحب جنھوں نے ایک مشہور کتاب "تواریخ یونان" لکھی ہے۔ لنڈن کے بنک گھر کے منتظم ہیں جان[4] اسٹوارٹ مل صاحب ایسٹ انڈیا کمپنی کے آفس میں حساب و کتاب کے جانچنے کو مقرر ہیں۔ ان سبکی کل تصنیفیں جو زبان زد خلایق ہیں اسوجہ سے نہیں کہ یہ لوگ بڑے عالی خیال کے آدمی ہیں بلکہ صرف اسیوجہ سے کہ انھوں نے اپنے ہاتھ کے کاموں کو بخوبی انجام دیا۔

علمی محنت جب عقلمندی اور جوش سے کی جائیگی تو ضرور ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرے گی۔ اس کی بدولت انسان آگے چلتا ہے اور اس کی ترقی ہوتی ہے اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ہر کوئی یکساں ترقی نہیں کرسکتا لیکن پھر بھی لیاقت کے

---

[1] ووڈس ورتھ۔ انگلستان کا مشہور شاعر ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۰ء میں مرگیا۔

[2] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۔

[3] گروٹ انگریزی مؤرخ تھا۔ اس کی کتاب "تاریخ یونان" مشہور ہے ۱۷۹۴ء میں پیدا ہوا۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

[4] جان اسٹوارٹ مل صاحب۔ دیکھو صفحہ ۷۔

موافق ضرور سب ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہر شخص پہاڑ کی چوٹی پر نہیں چڑھ سکتا۔ لیکن تب بھی ہر آدمی اتنا تو ضرور بلند جا سکتا ہے کہ دھوپ کھانا میسر ہو۔

خلقت انسانی پر غور کرنے سے یہ بات یقینی اور بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اس غافل ہستی کی ترقی کے لئے ابتدا سے میں کچھ تھوڑی بہت مصیبت اور تکلیف بھی ایک ضروری جزو ہے۔ غربت سے بسر کرنا اپنی محنت سے روٹی کمانی۔ چین و آرام میں رہنے سب کام بے درد سر آپ سے آپ ہو جانے سونے کے لئے مخمل کا پلنگ ملنے سے کہیں بہتر ہے۔ کسی کام کو تھوڑی پونجی سے شروع کرنا اُس کی ترقی کے لئے ایسا اکسیر ہے کہ اگر یہ کامیابی اور ترقی کے لئے ایک دستور العمل ہو جائے تو بہت ہی زیبا ہے۔ ایک جج سے جب لوگوں نے پوچھا کہ وکیلوں کی ترقی کس طرح ہوتی ہے ؟ تو اُس نے کیا خوب جواب دیا کہ بعض لوگ تو اپنی ذہانت سے اور بعض اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے کامیاب ہوتے ہیں اور بعض تو بے سبب اور بے وسیلہ اور بے لیاقت کچھ ایسی ترقی کرتے ہیں کہ اُن کی ترقی بالکل اعجاز ہی اعجاز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر اور عموماً تو صرف اس وجہ سے ترقی کرتے ہیں کہ اُن کے پاس عیش و عشرت کرنے اور بیکار پڑے رہنے کو آٹھ آنے کے پیسے بھی نہ تھے

کل شخصی اور قومی ترقی کی اصل جڑ محنت کی ضرورت پڑنی ہے انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بدبختی نہیں ہو سکتی کہ اُس کی

کُل خواہشیں کُل امیدیں پوری کر دی جائیں اُسے امید اور خواہش اور محنت کرنیکا موقعہ ہی نہ ملے۔ مارکوئیس ڈی اسپائی نولا[لہ] نے سر ھوریس سے پوچھا کہ "تمہارا بھائی کیوں مرگیا" اُنھوں نے جواب دیا کہ "اُس بیچارے کو کوئی کام کرنے کے لئے نہ تھا اِس لئے مرگیا"۔ صاحب نے یہ سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور متعجب ہو کر کہا "کیا یہ ہمارے ایک بہادر جرنیل کے مار ڈالنے کے لئے کافی ہے"۔

اکثر لوگ جو تجارت اور کاروبار میں کامیاب نہیں ہوتے۔ زمانہ کی شکایتیں کیا کرتے ہیں لارڈ مرڈاین صاحب لکھتے ہیں "مجھ کو حساب سے سخت درجہ کی نفرت ہے"۔ بیشک اگر صاحب موصوف حساب سے متنفر نہ ہوتے تو اُن کی یہ نوبت نہ پہونچتی کہ اُنکو بڑھاپے میں اُنکے مداح اور بہی خواہ اُن کی اوقات بسری کیلئے دربدر چندہ مانگتے پھرتے۔

بعض اپنے کو بدقسمت سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں "فلاں کج باز میرے سراسر مخالف ہے" یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں نے ایک ایسے ہی حضرت کو کہتے سُنا کہ "اگر میں ٹوپی بنا کر بیچنے لگوں تو شاید دنیا میں کُل آدمی بے سر کے پیدا ہونے لگیں"۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسے لوگ عموماً اپنی ہی غفلت۔ بد انتظامی۔ فضول خرچی اور کاہلی کے نتیجے بھگت رہے ہیں۔

لہ مارکوئیس ڈی اسپائی نولا ملک اطالیہ کا مشہور جرنیل جنوا شہر میں سنہ ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۱۶ء میں مرگیا۔

ڈاکٹر[1] جونسن صاحب جو اپنی جیب میں صرف تھوڑے سے پیسے لیکر لنڈن آئے تھے اور جب ایک لارڈ کو خط لکھا تھا تو اُس میں "آپ کا خادم فلان" کی جگہ "آپ کا فاقہ کش خادم جونسن" لکھا تھا۔ یہ لکھتے ہیں کہ دُنیا کی کُل شکایتیں غلط اور بیجا تہمتیں ہیں۔ مینے کبھی کسی لایق شخص کو محتاج اور پریشان نہیں دیکھا جہاں کہیں اور جب کبھی لوگ تباہ ہوے ہیں تو اپنی ہی بدولت۔

واشنگٹن[2] اُدرنگ امریکہ کا نامی مُصنف لکھتا ہے کہ "لایق شخص اور کامیاب نہو۔ یہ جھوٹ ہے۔ اور کاہلوں اور سُست آدمیوں کا ایسا کہنا یہ اُن کی مکاری ہے۔ یہ جھوٹ خلایق کو بدنام کرتے ہیں اگر وہ لایق تھے اور اُن کی ترقی نہوئی تو ضرور وہ سُست و کاہل ہونگے۔ پختہ لیاقت والا اور عمدہ تعلیم یافتہ آدمی دُنیا کے بازار میں ہرگز بے خریدار بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ مگر ہاں کوشش شرط ہے اور یوں نے ہاتھ پاؤں ہلائے گھر میں بیٹھے رہنے اور چھت کے تختوں کو کئی دفعہ گن ڈالنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا"۔ اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ "گستاخ اور بے ادبوں کی تو ترقی ہوتی ہے اور بیچارے سیدھے سادھے شرمگین لایق لوگ محروم رہ جاتے ہیں" لیکن یہ بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے گستاخ آدمیوں میں

---

[1] ڈاکٹر جونسن دیکھو صفحہ ۳۹۔

[2] واشنگٹن آروِنگ۔ ملک امریکہ کا مشہور مصنف تھا اسنے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں اور شہر نیویارک میں ۱۷۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۹ء میں مرگیا۔

مستعدی اور چستی کی ایک ایسی صفت ہوتی ہے جسکے بغیر نری لیاقت اور قابلیت محض بیکار شئے ہے - بھونکنے والا کُتا - سوتے ہوئے شیر ببر سے کوہیں زیادہ مفید ہے -

توجہ - محنت - درستی - خوش سلیقگی - وقت کا خیال - چستی - یہ سب کی سب کاروبار میں ترقی کے لئے ضروری صفتیں ہیں - ہاں میں مانتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی گراں قدر اور پاکیزہ صفتیں عموماً ہم لوگوں کی نظروں میں بہت ہی ہیچ اور ادنیٰ معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقتاً انسان کی ترقی اور راحت کے لئے یہ ضروری اسباب ہیں - یہی وہ چھوٹے چھوٹے اوصاف ہیں جو بار بار کے برتنے جانے سے آخرش انسان کی طبیعت اور عادت ہو جاتے ہیں - ایک فرد کیوں بلکہ قوم کی قوم کا چلن بھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے جزوں سے مرکب ہوتا ہے - تواریخ کو بہ نظرِ تعمق دیکھو! اور ہر قوم کی تباہی کی علت پر غور کرو تو تمہیں پتہ لگے گا کہ انہیں چھوٹی چھوٹی صفتوں کی چٹان سے اُن کی کشتیاں ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی ہیں - کچھ نہ کچھ کام اس دار العمل میں ہر انسان کو ضرور کرنا ہی ہے اس لئے لازم ہے کہ ہر کوئی کسی نہ کسی کام کے کرنے کی لیاقت پیدا کرے خواہ وہ انتظام خانہ داری سے متعلق ہو خواہ تجارت کے کارخانہ کو پھیلانا - خواہ سلطنت کا انتظام کرنا ہو سب ہی کام کام ہیں -

چند آدمیوں کے حالات جو جا بجا اس کتاب میں بیان ہو چکے اُس سے ظاہر ہو گیا کہ ترقی کے لئے محنت کس قدر ضروری شئے ہے - اس لئے

اب دوبارہ مجھے اِسکے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور بیشک یہ بدیہی ہے کہ محنت خوش قسمتی کی جڑ ہے۔ درستی اور خوش سلیقگی بھی ترقی کے لئے بہت ضروری صفتیں ہیں۔ بیشک سلیقہ مند آدمی اس بات کا ثبوت ہے کہ اُسنے اچھی تعلیم پائی ہے۔ سوچنے میں سلیقہ۔ بولنے میں سلیقہ۔ انتظام میں سلیقہ۔ غرض ہر جگہ سلیقہ ہی سلیقہ کی ضرورت ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ جس کام کو شروع کرے اُسکو پورا ہی کر چھوڑے کیونکہ ایک چھوٹے سے کام کا کامل اور تمام ہو جانا دس بڑے کاموں کے ادھورے پڑے رہنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

سلیقہ۔ درستی اور ہر کاموں کو سڈول طور پر انجام دینا۔ اِن صفتوں پر بہت کم توجہ کیجاتی ہے۔ ایک بہت بڑے عالم نے مجھ سے کہا کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو کسی ایک واقعہ کو بھی سڈول طور پر اور سلیقہ سے بیان کر سکتے ہوں۔ ضرور کچھ نہ کچھ کسر رہ ہی جاتی ہے۔ کسی آدمی کا ایک چھوٹے سے چھوٹا کاروبار بھی دیکھ کر بہت اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے اگر وہ شخص لائق بھی ہے نیک چلن بھی ہے لیکن بدسلیقہ ہے تو اُسپر ہرگز اعتماد نہیں کرنا چاہئے اُس کا کام ہمیشہ دُھرایا جائیگا۔

چارلس[۵] جیمس فوکس کی یہ ایک عادت تھی کہ وہ اپنے اسے اہم نے

---

[۵] چارلس جیمس فوکس انگلستان کا مشہور فصیح البیان اور مدبر پارلمنٹ تھا سکرٹری آف سٹیٹ کے عہدہ پر بھی ممتاز رہا ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۶ء میں مرگیا۔

کام کو بھی پوری محنت سے انجام دیتے تھے۔ جب وہ سلطنت انگلستان کے وزیر مقرر ہوئے تو ان سے کسی نے اُن کے بدصورت حرف لکھنے کی شکایت کی اُنہوں نے فوراً ایک خوشنویس نوکر رکھا اور بچوں کی طرح حرف مشق کرنا شروع کیا۔ پھر محنت کیا کچھ نہیں کرتی ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ خوشنویس ہو گئے۔ انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینے سے اُنہوں نے اتنی بڑی شہرت حاصل کی۔

کامیابی اور ترقی کے لیئے خوش سلیقگی ایک بہت ضروری چیز ہے اس کی بدولت بڑے سے بڑا کام آسانی سے تمام ہو جاتا ہے۔ خوش سلیقگی گویا بکس میں چیزوں کا تہ بہ تہ چُننا ہے۔ اچھا چُننے والا بُرے چُننے والوں سے دُگنی چیزیں بکس میں رکھ سکتا ہے۔ کسی کام کو سلیقہ کے ساتھ کرنے کی بہت ہی آسان ترکیب یہ ہے کہ ہر ایک کام کو اُسی کے وقت میں کر ڈالیں۔ دوسرے وقت کے لئے اُٹھا نہ رکھیں۔ سیسل صاحب کی عادت تھی کہ کبھی کسی کام کو ادھورا نہیں چھوڑتے تھے کبھی ایسا نہیں کرتے کہ میاں! اِسوقت رہنے دو کسی دوسرے وقت کر لیں گے۔ اُنہیں کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ کھانے کا وقت ہو چکا ہے اور وہ کسی کام کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آخر جب اُس کام کو پورا کر چکے تو کھانے کو بیٹھے۔

ڈی وٹ صاحب کی بھی یہی راے ہے کہ ہر ایک کام کو اُسی کے وقت

لے۔ ڈی وٹ صاحب قوم کے ڈچ ایک نامی سپہ سالار گذرے ہیں ۱۶۷۲ء میں انکو باغیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔

میں پورا کر لینا۔ کامیابی اور ترقی اور خوش سلیقگی کی دلیل ہے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ اگر مجھے کہیں خطوط روانہ کرنے ہوتے ہیں تو میں اُسوقت سوائے خط لکھنے اور اُن کے روانہ کرنے کے اور کسی کام کو خیال میں بھی نہیں لاتا اگر مجھے کوئی خانگی کام درپیش ہوتا ہے تو میں اُسوقت ہمہ تن اُسی میں مصروف رہتا ہوں یہانتک کہ اُسکو پورا ہی کر لیتا ہوں۔

ملک فرانس کے ایک وزیر سے جو اپنے کاموں میں بہت چالاک اور تیز اور اپنے تماشوں کا عاشق زار تھا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ بھائی! تم سے یہ دونوں کام کیونکر ہو سکتے ہیں"؟ تو اُس نے اُسکا کیا خوب جواب دیا اور بہت صحیح جواب دیا۔ "بھائی! میں آج کا کام کبھی کل پر نہیں چھوڑتا اِس لئے سیر و تماشے میرے کاموں میں خلل انداز نہیں ہو سکتے"۔ بڑے بڑے کاموں کو خود مستعد ہو کر انجام کرنا چاہئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا کام پورا ہو اور شدھر جائے تو تمہیں لازم ہے کہ خود مستعد ہو کر اُس کام کو کرو اور اگر تم اُسکا ناتمام ہی رہنا پسند کرتے ہو اور اپنے کاموں کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں بگڑتے دیکھ سکتے ہو تو بیشک کسی دوسرے کے سپرد کرو۔

ایک کاہل زمیندار نے قرض سے پریشاں ہو کر اپنی نصف زمینداری تو بیچڈالی اور باقی نصف کو ایک کسان کے ساتھ بست سالہ بندوبست کر دیا۔ میعاد گذرنے پر اُس کسان نے زمیندار صاحب سے آکر کہا "جناب! اگر آپ کو منظور ہو تو اس زمین کو میرے ہاتھ بیچڈالئے"! زمیندار کو یہ سُنکر سخت حیرت ہوئی اور کہا "بھائی! میں تو اپنی زمینداری کا

انتظام خود نہ کر سکا حالانکہ میری زمینداری اُس سے دُگنی تھی مگر میں پریشان تھا خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ تھا مجبور نصف تو بیچ ڈالی اور نصف کا تیرے ساتھ بندوبست کیا۔ پھر تجھ کو اُسی نصف میں اتنا نفع کہاں سے ہو گیا کہ دو ہزار روپے سالانہ دینے پر اب اتنی لیاقت پیدا کرلی کہ اِس زمین کی خریداری کی خواہش کرتا ہے؟ کسان نے جواب دیا۔ صاحب! بس فرق اتنا ہے کہ آپ نے زمینداری کو کہا کہ "جا" اور میں نے اُسے کہا کہ "آ" آپ چپ چاپ اپنے آرام کے خیال میں رہے اور چیزیں برباد ہوتی رہیں۔ اور میں سویرے اُٹھا اور اپنے کام پر آپ نگراں رہا۔

سر والٹر اسکاٹ نے ایک نوجوان کو خط لکھا تھا کہ بھائی! اپنے وقت کو کبھی رائگاں نہ کرنا۔ جو کام کرنا ہو اُسے فوراً ہی کر لینا چاہیے اپنے کاموں سے فرصت پا چکنے کے بعد چین و آرام کرنا چاہیے اور پہلے ہی سے آرام اور تن آسانی کے خیال میں پڑے رہنا اُس کام سے دست بردار ہونا ہے اور نتیجہ دستِ افسوس ملنا اور سر پیٹنا ہے۔ تم نے سپاہیوں کی رجمنٹ کو روانہ ہوتے تو دیکھا ہوگا۔ دیکھو! اگر پہلی صف اچھی طرح نہیں چلتی ہے تو ضرور پچھلی صف والے پریشاں اور ابتر ہو ہی جاتے ہیں۔ انکا آگے بڑھنا اِن کی تیزی۔ اُس اگلی صف کے قدم بڑھانے اور اُسکی تیزی پر موقوف ہے بس ٹھیک یہی حال کاروبار کا ہے۔ اگر ہاتھ کا کام فوراً جلدی جلدی اور اچھی طرح یکے بعد دیگرے نہیں کیا جائے تو پھر آخر کاموں کا ہجوم ہو جاتا ہے اور سب ملکر دبانا شروع کرتے ہیں۔ اور پریشانی کا مقابلہ

انسان کا دماغ تو نہیں کر سکتا۔

وقت کی پوری قدر کرنے سے انسان چستی کے ساتھ ہر کام کو وقت پر کرتا ہے۔ ملک اطالیہ کا ایک حکیم وقت کو اپنی جائیداد کہتا ہے اُسکا قول ہے "یہ وقت ایک ایسی جائیداد ہے جس میں بغیر تردد اور تلاش کئے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر پوری کوشش کی جاوے تو کبھی کسی کو بے پھل دئیے نہیں رہتی اور اگر یہ بیکار چھوڑ دی جاوے تو اس میں سوائے کانٹوں اور بیکار درختوں کے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا" وقت کو اچھی طرح سے استعمال کرنیکا ایک بہت ہی ادنیٰ سے ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان بہتیری برائیوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ کاہل اور بیکار شخص کا دماغ شیطان کی دوکان ہے اور بیکار آدمی شیطان کا تکیہ۔ ہمارا مفید کاموں میں مشغول رہنا گویا زمین کا زراعت سے آباد رہنا ہے اور بیکار رہنا اُس خوش آئند زمین کا ویران اور خالی رہنا ہے۔ بیکار آدمی کے خیالات کے دروازے کھلے رہتے ہیں اُسوقت لالچ حرص و ہوا مغرور آ اُس کے دماغ میں آ گھستی ہے اور بڑے بڑے خیال جھنڈ کے جھنڈ آنے لگتے ہیں۔ سمندر کے سفر میں یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اُسی جہاز میں بغاوت پھیلی ہے جسکے کارندے بیکار پڑے رہتے ہیں کیونکہ اُس بیکاری کے عالم میں شیطان اُن کے کان میں یہی پھونک دیتا ہے کہ چلو! کپتان کا کام تمام کرو اور جہاز اپنا کر لو۔ اسی لئے ایک تجربہ کار کپتان کا یہ دستور تھا کہ جب جہاز میں کوئی کام نہ ہوتا تو مجبور نوکروں پر تاکید کرتا کہ لنگر صاف کیا کرو۔

کاروباری آدمی وقت کو دولت سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بیش بہا چیز دولت سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ وقت کو اچھی طرح استعمال کرنا۔ ترقی کا باعث اور نیک چلنی کی بنا ہے۔ وہ ہر ایک گھنٹہ جو کاہلی اور واہیات کام میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس کو کوئی شخص اچھی طرح استعمال کر سکے تو اُسی ایک گھنٹہ کی بدولت چند برسوں میں ایک جاہل عالم اور ایک بے وقوف عقلمند ہو سکتا ہے وقت اگر کاموں میں صرف کیا جائے تو زندگی ثمردار ہو۔ اور موت خانہ کاٹنے کی ایک اچھی فصل معلوم ہو۔

اچھے خیالات اور عمدہ تجربے ہماری کوئی جگہ نہیں لے لیتے انہیں جہاں چاہو لئے پھرو۔ ان سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ یہ غربت اور سفر کے مہربان رفیق اور زندگی بھر کے لئے ہمدم اور دانا مصاحب ہیں اور لطف یہ کہ ان کی مصاحبت یا رفاقت میں نہ تو ایک کوڑی کا صرف ہے اور نہ کوئی دِقت۔ وقت کا اچھی طرح استعمال کرنا بس آرام اور چین کے لئے موقع اور مُہلت پالنے کا یہی ایک طریقہ ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان کسی قسم کا کاروبار پھیلا سکتا ہے اور اُس میں کامیاب ہو سکتا ہے اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے وقت کا ٹھیک حساب نہ رکھنے سے ہمیشہ کھلبلی پڑی رہتی ہے اور پریشانی اور مصیبت سر پر کھڑی رہتی ہے انگلستان کے مشہور سپہ سالار نلسن[1] نے ایک دفعہ کہا کہ میری ترقی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ

[1] انگلستان کا ایک بہت بڑا نامی جرنیل تھا اسکی فتحیابیوں اور بہادری کا شہرہ ہے ۱۷۵۸ء میں پیدا ہوا اور فرانسیسیوں سے لڑتے وقت گولی سے زخمی ہو کر ۱۸۰۵ء میں مرگیا۔

کہ میں ہمیشہ ہر کام پر پندرہ منٹ پہلے سے تیار رہتا تھا۔

جس طرح بعض دولت مند پہلے دولت کی قدر نہیں کرتے یہانتک کہ جب دولت اُنکے ساتھ سے نکلنے لگتی ہے تب کہیں نواب صاحب خواب غفلت سے چونکتے ہیں۔ بس بجنسہ یہی حال اکثر لوگوں کا وقت کے ساتھ بھی ہے۔ یہ وقت کو بیکار صرف کیا کرتے ہیں۔ کیسے کیسے بیش بہا گھنٹے گراں قیمت مہینے۔ نایاب سال۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے ضائع ہوتے ہیں اور وہ غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہیں۔ کچھ خبر بھی نہیں ہوتے۔ اور جب اُنکے مرنے کا دن آ پہونچتا ہے تب وہ اپنے وقتوں کو نیکیوں اور بھلائیوں سے معمور کر دینے کا ارادہ کرتے ہیں مگر اب کیا ہو سکتا ہے "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"۔ جب بے پروائی اور کاہلی کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور جب ہم اپنے ہاتھوں کی باندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں تو پھر اُسوقت اُن زنجیروں کا توڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ محنت سے ہم کھوئی ہوئی دولت پا سکتے ہیں۔ بھولا ہوا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ دوا اور پرہیز سے زائل شدہ تندرستی ہم پھر دیکھ سکتے ہیں لیکن "گم شدہ وقت ہمیشہ کے لئے گم ہے" سچ ہے "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔

وقت کی قید۔ انسان کو وقت پر کام کرنے کا عادی بنا دیتی ہے۔ وقت کا لحاظ اور وقت پر کام کرنا بادشاہوں کے لئے اخلاق اور محمودہ صفت ہے اور شریف آدمیوں کا فرض ہے اور کاروباری آدمی کو اُسکی ضرورت اور حاجت ہے۔ وقت کے خیال اور پابندی سے انسان کو اپنے اوپر اعتماد

ہوتا ہے جو آدمی انتظار میں دوسروں کو پریشاں نہ کرے وہ بیشک اپنے وقت کی بھی فکر کرتا ہے اور دوسروں کے وقت کی بھی۔ غرض ہمارا وقت کا خیال اور لحاظ رکھنا اس امر کو ثابت کر دیتا ہے کہ ہمکو دوسروں کی بھی تعظیم منظور ہے۔ یہ ایک قسم کی دیانتداری بھی ہے کیونکہ کسی سے ایک خاص وقت میں ملاقات کا وعدہ کرنا۔ یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے پھر جو شخص اس معاہدہ کو توڑتا ہے وہ بیشک بے ایمان ہے اور ہرگز دیانتدار نہیں اور چونکہ وہ وقت دوسرے کا ہو چکا تھا اور اب یہ اُسکو اپنے مصرف میں لاتا ہے تو اِسلئے وہ دغاباز بھی ہے اور ہرگز نیک چلن نہیں جس شخص کو اپنے وقت کا خیال نہیں اُسکو اپنے کاروبار کا بھی خیال نہیں رہتا۔ ایسوں کے ہاتھ میں ہرگز کسی قسم کا کارخانہ سپرد نہیں کرنا چاہئے۔

واشنگٹن[1] کا سکرٹری ایک دفعہ اپنے آفس میں وقت معینہ سے کچھ دیر بعد پہونچا جب واشنگٹن نے اُس سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اُس نے یہی جواب دیا کہ میری گھڑی کی چال کچھ غلط ہو گئی تھی اِس لئے مجھے وقت کا ٹھیک پتہ نہ لگ سکا۔ واشنگٹن نے اُس سے کہا کہ بھائی! "یا تم نئی گھڑی مول لو یا ہم نیا سکرٹری مقرر کریں ورنہ ایسی چال سے تو کام نہیں چل سکتا"۔

---

[1] واشنگٹن ملک امریکہ کا نامی سپہ سالار جسنے انگریزوں سے لڑکر اپنے ملک کو آزاد بنایا ۔ ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۹ء میں مرگیا۔

جس شخص کو اپنے وقت کا خیال اور پابندی نہیں ہے وہ دوسروں کے آرام وچین کا بھی برباد کرنے والا ہے ایسے آدمی سے جس کسیکو سروکار پڑے گا وہ وقتاً فوقتاً ضرور خلجان میں پڑیگا - ایسا آدمی ہمیشہ ایک انتظام اور سلسلہ کے ساتھ ہر کام میں دیری کرتا ہے - ایسا شخص اپنی بیقاعدگی میں بہت ہی باقاعدہ ہے - اِس کی بے ضابطگی میں بھی ایک ضابطہ ہے اسکو دعوت میں ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد آنا ضروری ہے اِسے گاڑی چل چکنے کے بعد اسٹیشن پہونچنا چاہئے - اُسے ڈاک روانہ ہونے کے بعد پوسٹ آفس میں خط روانہ کرنا لازمی ہے غرض ایسے شخص کا ہر قسم کا کاروبار اسی طرح سے وبالا ہو جاتا ہے اور جس شخص کو اس سے کچھ بھی تعلق رہتا ہے وہ ضرور اُس سے ہمیشہ رنجیدہ اور پریشان رہتا ہے -

یہ معمول ہے کہ جو ہمیشہ عادتاً وقت کے بعد کام کرتے ہیں وہ وقت کے بعد کامیاب بھی ہوتے ہیں اور دُنیا اُن کو اُس گوشۂ تنگ وتاریک میں پھینک دیتی ہے جہاں لوگ رات دن زمانہ ناہنجار کو کوسا کرتے ہیں اور بخت وقسمت اور تقدیر و فلک کجرفتار کو گالیاں دیتے ہیں -

اگر آدمی اعلےٰ درجہ کا کاروباری ہونا چاہتا ہے تو اُسے اِن صفات کے علاوہ مضبوطی اور استقلال بھی چاہئے - اُسے اتنی چالاکی اور سمجھ بھی ہونی چاہئے کہ وہ وقت پر فوراً معلوم کر سکے کہ اِس جگہ کس ڈھب سے کام ہو سکتا ہے اور پھر فوراً اُسی ڈھب سے اُس کام کو مستعدی اور استقلال کے ساتھ پورا کرلے - اِس صفت کی ضرورت خاصکر اُن حالتوں میں بہت

ہوتی ہے جن حالتوں میں انسان کو خلق اللہ کی ایک جماعت کثیر پر حکمرانی کرنی پڑتی ہے
جیسے فوج کے سرداروں اور بادشاہوں کو سپہ سالار کے لئے صرف بڑا جری
اور لڑاکا ہی ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اوسکو کاروباری اور محنتی آدمی بھی ہونا چاہئے
اُسکو اتنی لیاقت ضروری ہے کہ وہ اِتنا تو پہچان سکے کہ کون سا آدمی کس کام کے
سپرد کئے جانے کی لیاقت رکھتا ہے اُسکو ضرور ہے کہ کل سپاہیوں کی خوراک
پوشاک اور ہر طرح کے آرام کا پورا خیال رکھے یہ صفت یورپ کے دو سرداروں میں تھی اور
وہ بیشک اعلےٰ درجہ کے کاروباری آدمی تھے۔ ایک نیپولین اور دوسرا ولنگٹن ۵۷

۵۷ ولنگٹن انگلستان کا نامی جرنیل جسنے نیپولین سے بادشاہ کو واٹرلو کی لڑائی میں شکست دی۔
۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۲ء میں مرگیا۔

باب (۵)

دولت کا اچھا اور برا استعمال

زر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ زر مے شود از صحبت ناداں بدنام

اس دنیا کے بازار میں عقلمند اور دانا وہی ہے جو روپے پیدا کرنیکی ترکیبوں سے واقف ہوگیا ہے جسنے روپیہ پیدا نہیں کیا بلکہ اُسے بعنوان شائستہ صرف بھی کیا اور اپنے حقداروں کے لئے بھی چھوڑ گیا - یہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا نے انسان کو صرف دولت ہی پیدا کرنیکے لئے بنایا ہے مگر اسمیں بھی شبہ نہیں کہ دولت ایسی چیز نہیں ہے جسکو نفرت کی نظر سے دیکھیں اور رہبانوں کی طرح اُس سے علحدہ رہنا گویا سانپ کے زہر سے بچنا سمجھیں ایسی دولت کے ذریعہ سے سیکڑوں جسمانی آرام ہمیں میسر ہوتے ہیں ایسی دولت پر قوم کی عمدہ حالت کا مدار ہے - جس قوم پر افلاس چھا رہی ہو وہ کبھی معزز ہوسکتی ہے ؟ جسمانی آرام کو جانے دو - انسان کے بہت ہی اعلےٰ درجہ کے ملکوتی قوے بھی اسی دولت کی بدولت شگفتہ ہوتے ہیں - شگفتہ ہی ہونا کیوں بلکہ اُن قوے کا ظہور میں آنا بھی اسی پر منحصر ہے . کیا سخاوت - دیانتداری - انصاف - کفایت شعاری حسن انتظام ایسی

ایسی ایسی عمدہ صفتیں دولت کے بغیر نشو ونما پا سکتی ہیں؟ مگر ہاں میں اِس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اِسی دولت کا جب بُرا استعمال کیا جاتا ہے تو سیکڑوں صفات ذمیمہ ہمارے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ لالچ۔ دغا بازی۔ خود غرضی۔ بخالت۔ فضول خرچی۔ حق تلفی وغیرہ۔ اِسی دولت کے بُرے استعمال کے نتیجے ہیں۔ لیکن اِس میں دولت کا کچھ قصور نہیں آزاد انسان ہر چیزوں اور قوتوں کو بُرے اور بھلے دونوں طور پر استعمال کر سکتا ہے وہ ان سے نیک اور بد دونوں قسم کے نتیجے حاصل کر سکتا ہے ہنری[1] ٹیلر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر انسان روپے پیدا کرنے اُسکو پسماندہ رکھنے۔ خرچ کرنے۔ لین دین کے معاملے۔ لوگوں کو قرض دینے لینے اور وارثوں کے لئے چھوڑ جانے میں پورا پورا کامل نکل آئے اور کسی مد میں کہیں بھی لغزش نہ کھائے تو بیشک وہ قریب قریب کامل آدمی کے ہے۔

ہر آدمی پر فرض ہے کہ فراخ دستی اور فراغت حالی کے لئے مناسب کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنے سے اُسے جسمانی آرام میسر ہوگا اور یہ جسمانی آرام وہ شئے ہے جسکے بغیر روحانی ترقیاں ممکن ہی نہیں ؎

خداوند نعمت بحق مشتغل   پراگندہ روزی پراگندہ دل

فراخ دست انسان ہی اپنے عزیز و اقارب کے بھی کام آسکتا ہے۔ تو کیا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مدد نہیں کرنی چاہیے؟ اُنکی مدد نہ کرنی تو گویا کافر بننا ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کی نظروں میں تب ہی

[1] ہنری ٹیلر۔ ایک انگریزی پادری اور کئی کتابوں کا مصنف تھا ۱۸۸۶ء میں مرگیا۔

ہماری عزت ہو سکتی ہے جب وہ دیکھیں کہ یہ کسی کا دست نگر نہیں بلکہ روز بروز دولتمندی کے میدان میں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

انسان جب منتظم ہوتا ہے اور جب اپنی چادر کے انداز سے پاؤں پھیلاتا ہے تو اُس میں ایک بہت ہی عمدہ صفت حاصل ہو جاتی ہے یعنی کہ وہ نفس کش ہو جاتا ہے اور یہ نفس کشی وہ چیز ہے جس کے بغیر انسان انسان ہی نہیں کہا جا سکتا جان[5] اسٹرلنگ صاحب فرماتے ہیں "تعلیم بہت ہی خراب کیوں نہ ہو لیکن اُس میں اگر نفس کشی کی بھی تعلیم ہوتی ہو تو یہ تعلیم اُس تعلیم سے کہیں اعلےٰ اور افضل ہے جس میں ہر قسم کی تعلیم تو ہوتی ہو لیکن نفس کشی کی نہیں"۔

پڑھنے والوں کو ایسا خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ غربا اور مزدور بڑی محنت سے دولت پیدا کرتے ہیں یہ تو ضرور کفایت شعار ہوں گے لیکن نہایت تعجب اور بکمال افسوس کی بات ہے کہ یہ مزدور تو اور بھی پرلے درجے کے فضول خرچ ہوتے ہیں۔ اپنی ساری کمائی تاڑی۔ شراب میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ پھر کیا اِن مزدوروں کی حالت کو کوئی قانون درست کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ خود اپنے نفس کو

---

[5] جان اسٹرلنگ۔ انگلستان کا مصنف اور اخبار ٹائمس کا مشہور ایڈیٹر تھا۔ اسکی سوانح عمری کو مسٹر کارل آیل صاحب نے نہایت عمدگی سے لکھا ہے ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۴ء میں مر گیا۔

اپنے قابو میں نہ رکھیں۔ سیموال ڈرو[51] صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے:-

"کفایت شعاری۔ دور اندیشی۔ حسن انتظام ہماری برائیوں اور عادتوں کے بہت ہی عمدہ مصلح اور کاریگر ہیں۔ انہیں اپنے دل کے گھر میں جگہ دو! تمہیں ہرگز جبر نہیں معلوم ہوگا۔ جبر معلوم ہونے کا ذکر کیا یہ تو دنیا بھر کے قانونوں اور ایکٹوں سے کہیں بڑھکر تمہاری زندگی کی برائیوں اور آفتوں کی بہت ہی اچھی طرح اصلاح اور مرمت کرنیوالے ہیں۔"

سقراط[52] کا قول ہے "جس آدمی کے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ دنیا میں ایک تحریک پیدا کر دے اور گویا ایک طرح کی ہل چل ڈال دے اُسے لازم ہے کہ پہلے خود اپنے دل کو متحرک کرے۔ پہلے خود اپنے کو قابو میں رکھنے کی قدرت پیدا کرے تب البتہ اُس سے کچھ ہو سکتا ہے۔"

وہ فضول خرچ جماعت جو اپنی ساری کمائی کو پھونک ڈالتی ہے ہمیشہ ذلیل اور خوار رہیگی۔ دوسروں کی نظروں میں اُس کی قدر تو کیا خاک ہوگی وہ خود آپ ہی اپنی نظروں میں ذلیل بنی رہے گی۔ مجھے حیرت ہے کیا فضول خرچ کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میرے مرنے پر میرے بال بچوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ کیا ان کی بھی مصیبتوں کی مہیب تصویر کبھی اُسکی نظروں کے سامنے نہیں کھنچتی۔

---

۵۱ ڈرو صاحب کا حال دیکھو صفحہ ۴۳ و ۶۳ وغیرہ۔

۵۲ سقراط دیکھو صفحہ ۵۷۔

مسٹر کوبڈن[1] صاحب نے ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں یہ فرمایا "دنیا ہمیشہ سے دو قسم کے آدمیوں سے مرکب رہی ہے ایک تو وہ جو فضول خرچی میں ہمیشہ اپنا سرمایہ برباد کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو کفایت شعار ہیں۔ مگر تم اسکو یاد رکھو! کہ اس جہان میں جتنی ملیں۔ سٹرکیں۔ جہاز اور کل وہ چیزیں جن سے ہم لوگوں کو آرام ملتا ہے بنی ہیں وہ کل اسی دوسرے فرقہ کے آدمیوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ فضول خرچ اور بے پروا ہمیشہ ان کے غلام بنے رہے ہیں اور بنے رہیں گے۔ بیشک فطرت کا قانون یہی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ فضول خرچ اور لاوبالی آدمی ترقی کر سکتا ہے تو مجھ سا جھوٹا اور منافق کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا۔

مسٹر برائیٹ صاحب نے بھی ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں ارشاد فرمایا۔ "الحمد للہ کہ اب انگلستان کے ہر درجہ کے آدمیوں میں دیانتداری پائی جاتی ہے اور اب ہر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بُری حالت سے نکلو اور اچھی حالت کی طرف بڑھو۔ مگر یہ یاد رکھو! کہ ترقی صرف خواہش ہی سے نہیں ہو سکتی۔ ترقی کے لئے یہ تین چیزیں ضروری لوازمہ ہیں۔ محنت[1]۔ کفایت[2] شعاری اور بُرے فعلوں[3] سے پرہیز۔ جب تک ہم

---

[1] مسٹر کوبڈن انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر اور بڑا اسپیچ تھا۔ شہر ہنڈ فورڈ میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۶۵ء میں مر گیا۔

[2] مسٹر برائیٹ انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا ہے۔

اِن پر عامل نہ ہوں گے ترقی ہو نہیں سکتی - ترقی کرنے کے لئے کوئی نئی راہ نہیں ہے وہ پُرانی راہ جس پر اگلے چلے تھے ہم کو بھی اُسی پر چلنا ہوگا - دیکھو! انہیں مندرجہ بالا صفتوں پر کاربند ہونے کی وجہ سے آج انگلستان میں متوسط درجہ کے آدمی کثرت سے دکھلائی دیتے ہیں - اور ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ اِن صفتوں پر مُتعمل نہ ہونے کی وجہ سے اِس انگلستان میں امیروں اور غریبوں کے سوا متوسط درجہ کے آدمیوں کا وجود تک نہ تھا - تم یہ کبھی نہ سمجھنا کہ گورنمنٹ یا کوئی قانون تمہاری حالت کو بدل سکتا ہے مجھے بہت غور و فکر کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم کو آپ اپنی مدد کرنی چاہیے بس اسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ تمہاری ترقی کا ممکن نہیں -

کفایت شعاری سے صرف روپیہ جمع کرنا اور صندوقوں میں قفل لگا کر رکھنا خزانہ کے سانپ کی طرح رات دن اُس کی صرف حفاظت ہی کرتے رہنا بیشک نہایت ذلیل کام ہے اور اِس میں کچھ شُبہ نہیں کہ بخیل ہمیشہ ذلیل ہے لیکن کفایت شعاری اِس غرض سے کہ زندگی آرام سے بسر ہو کسی کا دست نگر ہونا نہ پڑے بیشک ایک مردانہ کام ہے اور اِس نیت سے کہ عزیزوں رشتہ داروں کے حقوق سے سبکدوشی ہو قوم کی   امداد کرسکوں نہایت ہی اعلےٰ بلکہ قابل تحسین کام ہے -

فرانسس[1] ہارنز صاحب نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت

---

[1] فرانسس ہارنر ایک انگریزی مصنف تھا اِسنے سیاست مدن پر کئی تحریریں لکھی ہیں اور پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۷ء میں مرگیا -

کی کہ "اگر تم اپنی زندگی آرام سے بسر کرنا چاہتے ہو تو کفایت شعاری کو فرض سمجھو۔ یہ صفت اس قابل ہے کہ ہر شخص اس سے موصوف ہو۔ آزادی اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور آزادی کا حاصل کرنا ہر ذی ہوش خصوصاً بلند حوصلہ انسان پر ایک بہت ہی ضروری فرض ہے۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی چادر کے انداز سے پاؤں پھیلائے بغیر اسکے دیانتداری محال ہے کیونکہ جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ ضرور دوسروں کے سر کھیلتا ہے۔"

با گرسنگی قوت پرہیز نماند ۔۔۔ افلاس عنان از کفِ تقوی بستاند

وہ حضرات جو چند روزہ عیش و عشرت میں اپنا کُل سرمایہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اپنے حقدار عزیز و اقارب کا خیال تک دل میں نہیں لاتے۔ وہ پہلے تو اپنی عیاشی کے نشہ میں کچھ ایسے بدمست رہتے ہیں کہ ایک نہیں سمجھتے۔ لیکن جب گدائی کی تُرشی اُن کا سارا نشہ اوتار دیتی ہے تب اُنہیں اپنے فعال پر حسرت اور ندامت ہوتی ہے اور اب آکر اُنہیں اپنی دولت کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے مگر "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گیئں کھیت"

یہ فضول خرچ اگرچہ فطرتی سخی بھی ہوں لیکن ان کی بے پروائی اِنہیں ایسا کنوئیں جُھکاتی ہے کہ آخر یہ اپنی نظروں میں آپ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی اچھی خاصی دولت کو اپنے گرانمایہ وقت کی طرح اک قلم پھونک ڈالتے اور جب اُن کی دولت اُن کی فضول خرچیوں کے لئے کافی نہیں ہوتی تو آخر اس موہومی امید پر قرض لیتے ہیں کہ آئندہ ادا ہو جائے گا۔ ادا تو کیا خاک ہو گا

رہی سہی آزادی کا تاج بھی چھن جاتا ہے اور آخر کو شرافت سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے آدمی دُنیا کے بڑے شاکی ہوتے ہیں اور سب کو اپنا دشمن سمجھ لیتے ہیں لیکن سچ پوچھو تو ان کا کوئی بھی دُشمن نہیں ہوتا یہ اپنے دشمن آپ ہوتے ہیں جس شخص نے اپنے اوپر رحم نہ کھایا پھر اُس کا دوسروں کی رحمت اور شفقت کا امیدوار ہونا محض بے وقوفی ہے۔ وہ آدمی جو حساب وکتاب سے چلتے ہیں جو سنبھل سنبھل کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں اکثر اُنہی کے جیبوں میں اتنے روپے پائے جاتے ہیں جو کبھی کسی مصیبت زدہ کے کام آجائیں لیکن وہ حضرت جو شاہ خرچ کہلاتے ہیں وہ تو صرف نام ہی کے شاہ ہوتے ہیں ایک محتاج کی مدد بھی اُن سے نہیں ہوتی۔

اِس میں شبہ نہیں کہ کوتاہ اندیشی ہی کی وجہ سے انسان کا کاروبار میں تنگ دل ہو جاتا ہے اور ایسوں سے اس جہان میں کامیابی بہت مشکل ہے۔ جس کی نظر ہمیشہ ایک ہی کوڑی پر رہتی ہے وہ دو کوڑی کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک چھوٹے دانے ہی کی تاک میں بیٹھنے والی چیونٹی پہاڑ کو کبھی خیال میں بھی نہیں لا سکتی یعنے جو شخص دنایت پر کمر باندھتا ہے وہ اکثر مرتے مرتے دم تک دنی الطبع ہی رہتا ہے کبھی بلند نظر نہیں ہوتا اُس کی نظر صرف جزئیات ہی پر محدود رہتی ہے۔ کُلّیات کا تصور اُس کے دماغ میں سما ہی نہیں سکتا۔ بیشک دیانتداری کی طرح سخاوت بھی بہت عمدہ پولسی (حکمت عملی) ہے تواریخ میں ایسی مثالیں بہت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دیانتدار اور سخی بھی

ہمیشہ کامیاب رہے اور چل نکلے اور بخیل اور تنگدل آدمی مُنہ ہی دیکھتے رہ گئے۔ سچ ہے جس کی دیگ اُسی کی تیغ"۔

خالی کیسہ ہمیشہ سرنگوں ہی رہتا ہے اسی طرح قرضدار کبھی سربلند نہیں ہوتا وہ لالچی بن جاتا ہے وہ اپنے مہاجن کا گویا غلام ہو جاتا ہے اُس کی نظر ہمیشہ نیچی رہتی ہے وہ سچائی پر کبھی قایم نہیں رہ سکتا۔ یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ "قرض کی پیٹھ پر جھوٹ کی سواری" یعنے قرض کے ادا کرنے اور تقاضوں سے بچنے میں انسان کو اکثر وعدہ خلافی کرنی پڑتی ہے جھوٹا وعدہ کرنا ہوتا ہے۔ پہلے ہی مرتبہ قرض لینا اور قرض دینے والے کا احسان مند نہ ہونا بہت آسان ہے لیکن جب انسان ایک مرتبہ قرض کا بوجھ اُٹھا لیتا ہے تو دوسری دفعہ پھر اُسکا بوجھ اُٹھا لینے میں اُسے کچھ روک اور مضایقہ نہیں ہوتا اور آخر نوبت یہانتک پہنچتی ہے کہ وہ شخص قرض کے اُس جال میں پھنس جاتا ہے جس سے ہزار کوشش کرنے پر بھی نکلنا دوبھر ہو جاتا ہے ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل چو پُر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

جیسے کوئی ایک جھوٹ بولتا ہے تو اُس جھوٹ کو پایۂ صداقت پر پہونچانے کے لئے اُسے کئی جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح سے جو شخص ایک دفعہ قرض لیتا ہے تو پھر اُسے اُس قرض کے ادا کرنیکے لئے مسلسل اور غیر متناہی قرض لینا پڑتا ہے جانسن[ل] صاحب نے قرض کے بارے میں کیا عمدہ

ل جانسن دیکھو صفحہ ۳۹۔

مضمون لکھا ہے کہ قرض لینے کے عادی نہ بنو یہ تمہیں صرف تکلیف ہی نہیں دے گا بلکہ مصیبت میں بھی پھنسائے گا اور غریب بھی بنا چھوڑے گا اور تم جانتے ہو کہ اسی غربت کی وجہ سے انسان بہتیرے نیک کاموں کے کرنے سے مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی غربت کی وجہ سے بہتیرے جرموں کا مرتکب ہوتا ہے اسلئے ہرگز قرض نہ لو اور ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ غربت تمہارے پاس نہ پھٹکے۔ انسان کی کل خوشیوں کا خون کرنے والی یہی غربت ہے۔ جتنی مقدار تمہارے پاس ہو اس سے بہت کم خرچ کیا کرو۔ کفایت شعاری سے تمہیں صرف چین و آرام ہی نہیں نصیب ہوگا بلکہ تم سخی بھی ہو سکتے ہو۔ جو شخص اپنی مدد نہیں کر سکتا ہے وہ دوسروں کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ ہم لوگ کسی کی مدد تب ہی کر سکتے ہیں جب ہمارے پاس اپنے ضروری اخراجات سے فاضل سرمایہ ہو۔

ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مصارف کو قلمبند کیا کرے۔ خرچ کا لکھنا کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے اور اس میں بہت بڑا نفع ہے۔

لوک[1] صاحب کا یہ مقولہ ہے "جبتک انسان کے اخراجات ہر وقت اسکی نظر کے سامنے نہ ہوں تب تک وہ حساب سے چل ہی نہیں سکتا۔

نوجوانوں کو لازم ہے کہ جب کسی کام میں ہاتھ لگائیں تو اسکو بعنوان شائستہ شروع کریں۔ کیونکہ کسی کام کو بعنوان شائستہ شروع کرنا ہی

---

[1] لوک ایک انگریزی مشہور فلاسفر تھا۔ یہ موحد عیسائی تھا اسکی تحریریں بڑی عظمت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں سنہ ۱۶۳۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۰۴ء میں مر گیا۔

گویا اُس میں نصف کامیاب ہوتا ہے بہتیرے جوانوں نے اِسی غلط ابتداکی وجہ سے ایسی ٹھوکر کھائی ہے کہ اُن کی ہمت ہی پست ہوگئی ؎

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ابتدا ہی میں کسی کام کا سجل اور سڈول ہونا اُس کی آیندہ ترقیوں کے بہت عمدہ آثار ہیں۔

بہتیرے صرف نتیجہ ہی اُٹھانے کی فکر میں پڑے رہتے ہیں۔ اگلوں نے اِس کام کو جس جگہ سے شروع کیا تھا وہیں سے شروع کرنا انہیں نہیں بھاتا بلکہ جہاں پہ اُن بزرگوں نے اس کام کو ختم کیا تھا یہ اُسی جگہ سے اسکو شروع کیا چاہتے ہیں۔ اُن کے دل میں یہ خواہش ہے کہ محنت کے نتیجے آپ سے آپ حاصل ہو جائیں لیکن محنت کرنی نہ پڑے۔ ایک صاحب سے جب لوگوں نے پوچھا کہ جناب! آپکے لڑکے اِس قدر جلد کیوں تباہ ہو گئے؟ اُن کی تجارت میں ترقی کیوں نہ ہوئی؟ تو اُنھوں نے جواب دیا "حضرت! جب انسان ابتدا میں چنے چبا کر کسی قسم کا کارخانہ پھیلاتا ہے تب انتہا میں پلاؤ۔ قورمہ تک کی نوبت پہونچتی ہے، لیکن اِن حضرات نے پلاؤ قورمہ ہی سے ابتدا کی۔ اِسی لئے ان کی یہ نوبت پہونچی"۔

نوجوانوں کی ترقی کی راہ میں لبھانیوالی اور للچانے والی چیزوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہاں وہ کسی خواہش سے بھی مغلوب ہوئے تو پھر قدم قدم پر ذلت اُن کے آگے ہے۔ نفسانی خواہشوں کی پابندی۔ نوجوانوں کے دلوں سے اُس فطرتی نور کو زائل کر دیتی ہے۔ جسکو خدا نے ہم لوگوں کی بھلائی کے

لیئے اُنکے دلوں میں رکھا ہے - جسوقت تمہارا نفس امّارہ تمہیں برائیوں کی ترغیب دے - اُسوقت تمہارا نہایت دلیری اور مستعدی سے ایک "نہیں" کا لفظ کہدینا اُن برائیوں سے بچنے کے لیئے بس ہے - بڑی باتوں کے نہ کرنے میں پس وپیش کرنا بلا میں گرفتار ہونا ہے - کیونکہ اپنے حفظ ناموس کے بارے میں جو عورت پس وپیش میں پڑی تو سمجھ رکھو کہ اُسنے اپنے عزت اور آبرو کھوئی برائیوں سے بچنے کے لیئے صرف دعاؤں سے کچھ نہیں ہو سکتا - برائیوں کو کماحقہ بُرا سمجھ لینا ہی اُن برائیوں سے بچنا ہے - اب چاہو تم اُسے دعا کہو یا نجات خدا سے دعا مانگنی اور منتیں کرنی کہ وہ ہم سے برائیوں کو چھوڑا دے اور پھر ہمت کر کے اُن برائیوں سے الگ نہ ہونا بڑی بے ادبی اور خلاف تعظیم خداوندی بلکہ ایک قسم کا نفاق ہے - اِس زندگی میں سیکڑوں لُبھانے والی خواہشیں اور خوش آیند چیزیں انسان کے سامنے آتی ہیں پھر اُن میں سے ایک کا بھی تابع ہو جانا - اپنی ایک خوبی کو کھونا اور رفتہ رفتہ کمزور بننا ہے - اگر انسان دلیری اور ہمت کر کے ایک بڑی خواہش سے بچے تو پھر اُسے دوسری سے بھی بچنے کی جرأت حاصل ہو جاتی ہے اور اِسی طرح اگر برائیوں سے برابر بچتا چلا جائے تو آخر اُسکو برائیوں سے بچنے کی عادت ہو جاتی ہے - انتظام الٰہی یہی ہے کہ اِس دُنیا کے کل کاروبار عادتوں سے ہوا کریں -

ھگ[1] مِلر صاحب لکھتے ہیں کہ "میں مستری کا کام کرتا تھا - ایک

[1] دیکھو صفحہ ۱۴۴

دن میں اور میرے ساتھیوں نے معمول سے کچھ زیادہ کمایا۔ سبھوں کی یہ رائے ہوئی
کہ آؤ! آج اس کی خوشی میں سب کوئی مِلکر خوب شراب پئیں۔ میں بھی اپنے
ساتھیوں کی دیکھا دیکھی دو پیالے پی ہی گیا۔ گھر جو آیا تو میری باتیں بہکی بہکی
ہوتی ہیں۔ قدم کہیں کے کہیں پڑتے ہیں کتاب پڑھتا ہوں تو حروف
بھاگتے نظر آتے ہیں۔ آنکھ ہے کہ ٹھہرتی ہی نہیں۔ مجھے اپنی اس حالت پر
سخت ندامت ہوئی۔ دل میں مصمم ارادہ کیا کہ اب شراب کو کبھی ہاتھ سے
چھوؤنگا بھی نہیں۔ چنانچہ اس کامل ارادہ سے مجھے بہت بڑا نفع ہوا۔ اور
ابھی تک میں اپنے اُسی مصمم قصد کی بدولت (خدا کے فضل سے) اُس بُری بلا
سے بچا ہوا ہوں"۔

اِسیطرحکا قطعی فیصلہ انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اگر صاحب موصوف دوسری
مرتبہ شراب پی لیتے تو پھر اُس سے بچنا مشکل ہوتا۔ اور اگر کہیں اُنہیں اسکی عادت پڑجاتی
تو پھر معاذ اللہ منہا اسکا چھوٹنا مشکل کیا بلکہ نا ممکن ہو جاتا ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست — نرود جز بہ مرگ پیش از دست

شراب خواری جوانوں کے حق میں زہر ہلاہل ہے سر والٹر اسکاٹ[۱]
صاحب انگلستان کا نامی شاعر اور قصہ نویس لکھتا ہے کہ "شرابخوری اور کمال
ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یعنی کامل آدمی اور شراب کا عادی ہو یہ ممکن
نہیں۔ شراب۔ کفایت شعاری۔ تندرستی۔ ایمانداری سب کو خاک
میں ملاتی ہے۔

[۱] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶

اگرچہ برائیوں سے بچنے کا مصمم ارادہ کر لینا بعض حالتوں میں بہت بہتر ہے لیکن اصل یہ ہے کہ جب تک خیالات نہیں بدلتے تب تک عادتوں کے بدلنے کے لئے ہزاروں کوششیں کیوں نہ کی جائیں سب نقش بر آب ہیں - اپنے اوپر فتح پانی اور اپنے کو قابو میں رکھنا سب فتح یابیوں سے بڑھکر ہے -

دولت کے بارے میں سیکڑوں مقولے اور بیسیوں ضرب المثلیں زبان زد ہیں - لوگ کہتے ہیں کہ قطرہ میں قطرہ ملے تو دریا ہو جائے بوند ہی بوند تالاب بھر جاتا ہے ؎

قطرہ قطرہ بہم شود بسیار   دانہ دانہ است غلہ در انبار

جو کوڑی بچ رہی وہ گویا از سرِ نو ملی - جب تکلیف نہیں تو دولت بھی نہیں جب پیسہ نہیں تو مٹھائی بھی نہیں - کاہلی افلاس کی کنجی ہے جسکے ہاتھ ڈوبی اُسی کا سب کوئی - سب خرچ کروگے تو بچاؤگے کیا ؟ رات کو بھوکے پیٹ سو رہنا صبح کو قرضدار اُٹھنے سے بہتر ہے ؎

بہ تمنائے گوشت مردن بہ   کہ تقاضائے زشت قصاباں

صبح خیزی دلیل دولت ہے - اِسی قسم کی ضرب المثلوں میں دولتمندی کے اسرار مخفی ہیں - اِنہی جملوں میں اگلوں کے تجربوں کے نتیجے پوشیدہ ہیں - حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں "کاہل مسرف کا بھائی ہے - اے کاہل چیونٹی سے محنت سیکھ ! جو شخص جاڑوں کے خوف سے کھیت نہ جوتے گا وہ غلہ کیونکر کاٹے گا - بندۂ شکم اور شرابی

یہ دونوں ضرور غریب ہو گئے - کاہلی تمہیں چیتھڑے پہنائیگی - دور اندیشی حاصل کرنی دولت حاصل کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے ؎

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید ٭ بنود وجہ بامداد انشش
مور گرد آورد بتابستان ٭ تا فراغت بود زمستانش

اگر آدمی محنتی اور کفایت شعار ہو تو بہت جلد اُس حالت کو پہونچ سکتا ہے کہ جس میں کسی کا محتاج نہ ہو - ایک پائی کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اگر اسی کو ہوشیاری سے صرف کریں تو خانہ داری کے سیکڑوں بکھیڑوں سے نجات مل سکتی ہے - ایک مزدور جس کا نام ٹومس رائیٹ تھا - شہر مینچسٹر کے گودام میں کام کرتا تھا - یکایک اِس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سرکاری مجرم قید خانہ سے رہائی پانے کے بعد بھی نیک چلن نہیں ہوتے اور اپنی بُری عادتوں سے باز نہیں آتے - کوئی ایسی تدبیر ہوتی جس سے یہ سدھر جاتے - اِس بات کا اُسکو بہت خیال رہا اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح یہ نیک چلن بن جائیں "

یہ شخص چھ بجے صبح سے چھ بجے شام تک برابر گودام کا کام کرتا تھا - آخر اُسکی دیانتداری اور محنت نے اُسے گودام کا افسر بنا دیا - جو قیدی جیلخانہ سے چھوٹتا اُسکو یہ شخص اپنی فرصت کے وقت میں وعظ و نصیحت کرتا - اسی طرح دس برس تک اُن کی اصلاح میں اپنے کوشش و سعی کی جسکا نتیجہ یہ

؎ ٹومس رائیٹ صاحب - زمانہ حال کا ایک بڑا انگریزی مصنف ہے اِسنے بہت سی کتابیں اِنہ قسم تواریخ تیار کی ہیں - سنہ ۱۸۱۰ء میں پیدا ہوا تھا -

ہوا کہ تین سو آدمی جنکا پیشہ محض چوری اور دغا بازی تھا محنتی اور کام کے آدمی ہوگئے - اس شخص کی ماہواری آمدنی صرف اسّی روپیہ کی تھی - لیکن کفایت شعاری کی بدولت صرف اپنے کل رشتہ داروں اور عزیزوں ہی کی مدد نہیں کرتا تھا بلکہ بہتیرے غُربا اور مساکین اس سے فیض پاتے تھے - اس شخص کی زندگی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اگر انسان محنتی اور کفایت شعار ہو تو وہ دوسروں کی بھی مدد کرسکتا ہے اور اپنی زندگی بھی چین و آرام سے بسر کرسکتا ہے - دیانت داری کے ساتھ جس پیشہ میں ہاتھ لگاؤ گے اُسی میں عزت پاؤ گے اب چاہے وہ موچی کا کام ہو یا درزی کا - لوہار کا کام ہو یا جولاہے کا - فولر[1] صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ "جن دیانت دار محنتیوں کا پیشہ دُنیا کی نظروں میں ذلیل معلوم ہوتا ہے اُنہیں ہرگز شرمندہ نہیں ہونا چاہئے شرم اُن کو لازم ہے جو بے ایمانی سے روپے کماتے ہوں" لارڈ[2] ٹنٹرڈن ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے ایک چھوٹی سی دوکان کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا کہ میرے والد یعنی تمہارے دادا اسی دوکان میں بیٹھ کر ایک پیسہ میں لوگوں کی حجامت بنایا کرتے تھے اور اس جملہ کو انہوں نے فخریہ طور پر کہا ایک شخص نے شہر نِمس واقع ملک

ف[1] ایک انگریزی مورخ اور پادری تھا اِسنے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اسنے ڈی ڈی کا خطاب بھی پایا سنہ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۶۱ء میں مرگیا -

ف[2] ٹنٹرڈن دیکھو صفحہ ۱۳

فرانس کے لارڈ پادری بشاپ فلیچر صاحب کو طعن سے یہ کہا کہ آپ تو پہلے موم بتی ہی بنایا کرتے تھے نا؟ انہوں نے جواب دیا۔ "ہاں بھائی! میں پہلے موم بتی ہی بنایا کرتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ ترقی کر کے اب اِس رتبہ کو پہونچا ہوں لیکن اگر تم میری حالت میں ہوتے تو ابھی تک موم بتی ہی بنایا کرتے اور ہرگز ترقی نہ کرتے"۔

مسٹر بوپرڈ[1] صاحب ایامِ طفولیت میں ایک نہایت ہی غریب آدمی تھے۔ لوگوں کی لیمپ کی چمنیاں صاف کیا کرتے تھے لیکن محنت اور کفایت کی وجہ سے آخر کو بہت بڑے امیر ہو گئے۔ ایکدفعہ برنارڈ صاحب نے اُنسے پوچھا کہ آپ کی ترقی کی اصل وجہ کیا ہوئی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ "میں نے کسی گھنٹے اور کسی روپیہ کو بیکار اور ضائع ہونے نہ دیا"۔

دولت حاصل کرنے کے لئے ہمت کی بڑی ضرورت ہے جان فاسٹر[2] صاحب لکھتے ہیں "ایک جوان مالدار نے دو تین برس کے عرصہ میں اپنی کُل جائداد عیاشی اور فضول خرچی میں برباد کر دی اور بالکل محتاج ہو گیا جھوٹے دوست بھلا ایسے وقت میں کب کام آتے ہیں۔ غمخواری کے بدلے اُس سے نفرت کرنے لگے۔ جب وہ نہایت ہی محتاج ہو گیا تو اپنی آیندہ کی ذلت اور مصیبت کو خیال کر کے باوجودیکہ جان کیسی پیاری ہوتی ہے۔ اُس نے جان دینے کا ارادہ کیا اور دل میں ٹھان لیا کہ چلو پہاڑ

[1] مسٹر بوپرڈ انگلستان کا ایک تاجر تھا ۱۷۹۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۰ء میں مر گیا۔

[2] جان فاسٹر۔ دیکھو صفحہ ۹۴

30

پر سے اپنے کو نیچے گرا دو - غرض خودکشی کا مصمم ارادہ کرکے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا - وہاں سے وہ کُل بستیاں جو ایک دن خاص اُسی کی تھیں نظر آنے لگیں اُن کو دیکھ کر وہ دریائے تحیر میں ڈوب گیا اور خیال کی بڑی بڑی لہروں میں پڑ گیا - گھنٹوں کے بعد قوت فیصلہ نے سہارا دیا - ہمت اور استقلال نے جو بازو پکڑے تو ساحل مقصود نظر آنے لگا خوشی کے مارے اُچھل پڑا اور کہنے لگا کہ میں پھر اپنی کُل جائداد کا مالک ہوں گا - یہ کہکر نیچے اُتر آیا اور چند مزدوروں کو کوئلا اُٹھاتے دیکھ کر فوراً خود بھی اُن کا شریک ہو گیا جو کچھ مزدوری ملی اُس میں سے تھوڑا تو خرچ کیا اور باقی رکھ چھوڑا - اِسی طور سے برابر محنت کرتا رہا - یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں اتنی حیثیت ہو گئی کہ اُسنے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کر دی - اور بڑی کفایت شعاری اور محنت سے برابر سوداگری کرتا رہا تھوڑے عرصہ میں بہت بڑا مالدار ہو گیا جان فاسٹر صاحب کہتے ہیں - کہ میں برابر اُس شخص کی حالت کو دیکھتا رہا اُس نے اپنی کُل جائداد پھر خرید کی اور چھ لاکھ روپے نقد چھوڑ کر مر گیا - بیشک اِس شخص میں فیصلہ کرنے والی قوت تھی - اِنہی باتوں کو وہ پہاڑی پر سوچ رہا تھا اور بے فیصلہ کئے وہاں سے نہ ٹلا اور اُترا تو ہمت اور استقلال دو رفیقوں کو ساتھ لیکر نیچے اُترا اور جو کچھ وہاں سوچا وہی کر گذرا - اِسکی بخالت سے قطع نظر کرو تو بیشک یہ شخص تعریف کے قابل ہے -

اگر یہ اپنے روپے رفاہ عام میں صرف کرتا تو کتنے فخر کے لائق ہوتا

انسان کتنا ہی دیانتداری سے روپے کیوں نہ حاصل کرتا ہو لیکن جب اپنے روپے سے لوگوں کو نفع نہیں پہنچاتا ہے تو وہ بہت ہی ذلیل آدمی ہے جوانوں کو ہمیشہ اِسکا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی جوانی کی کفایت شعاری کہیں بڑھاپے میں جاکر بخالت نہ بنجائے اور جو کام پہلے فرض اعظم تھا کہیں وہی گناہ عظیم ہوجائے دولت نہیں بلکہ دولت کی محبت سب گناہوں کی جڑ ہے۔ دولت کی محبت انسان کے دل کو تنگ و تاریک بناتی ہے اور صفات حمیدہ کا نور اُس میں آنے نہیں دیتی۔

جس شخص نے اپنی ذاتی محنت اور کوشش سے دولت حاصل کی ہو وہ بیشک نہایت تعریف کے قابل ہے مگر یہ یاد رہے کہ نیک چلنی صرف دولت سے ہی حاصل نہیں ہوتی جس شخص کو ہمیشہ ایک ایک پیسے کا خیال رہتا ہے وہ کبھی نیک کاموں اور رفاہ عام میں اپنے روپے صرف نہیں کرسکتا۔ وہ فی الحقیقت ایسے موقعوں میں بہت ہی غریب ہو جاتا ہے۔ بے شک "تونگری بدل است نہ بہ مال"۔ بعض ہیں ایک پیسہ بھی دے دینا خوش نیتی کی بدولت اشرفی سے کہیں زیادہ بیش بہا اور قابل قدر ہوجاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اُس شخص کو دولت سے کیا فائدہ اور امارت سے کیا حظ ملتا ہے جسکا کیسہ زر تو بھرا ہوا ہے مگر ہمت ندارد۔ زمینداری تو وسیع ہے مگر دل تنگ۔ گھر میں تو بہت کچھ ہے مگر حوصلہ نہیں ہمت نہیں۔ بیشک غربت اور امارت صرف دل ہی پر منحصر ہے۔

کوئی شکاری ایک تنگ مُنہ والے مٹکے میں تھوڑی مٹھائی ڈالکر چپکے سے جنگل میں رکھ آیا۔ ایک بندر نے اُسے دیکھا پاس جو گیا تو مٹھائی پائی۔ نکالنے کے لئے اُس میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کر ہاتھ باہر نکالنا چاہا لیکن اب وہ نکلے تو کیونکر نکلے نہ مٹکے کا مُنہ پھیلتا ہے اور نہ وہ اپنی مُٹھی کھولتا ہے اُسے اتنی عقل نہیں کہ مُٹھی کھولدے مٹھائی سے ہاتھ اُٹھائے اور اپنی جان بچائے آخرکار شکاری آیا اور اُسے گرفتار کر لیگیا۔ ٹھیک یہی مثال اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال کی محبت میں پھنس جاتے ہیں یہانتک کہ وہ بڑا شکاری یعنی موت اُنہیں گرفتار کر لیجاتا ہے۔ یہ مثال بہت غور کے قابل ہے اگر ہم برابر اسکا خیال رکھیں کہ ہماری حالت اُس بندر کی سی نہ ہونے پائے تو سیکڑوں بلاؤں سے بچ سکتے ہیں۔

دولت کی تعریف میں لوگوں نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے لیکن سوچکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان میں جتنے بڑے بڑے کام ہوے وہ کچھ دولتمندوں ہی سے نہیں ہوئے دین عیسوی کے پھیلانے والے سارے یورپ کی موجودہ تہذیب کے بانی۔ علوم و فنون کے موجد اکثر غربا ہی تھے اور بعض تو ایسے تھے کہ صرف مزدوری پر اُن کی اوقات تھی۔

دولت اکثر اپنی ذاتی کوشش اور سعی کو روکتی ہے اُن امرا کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھو! جو بیٹھے بٹھائے بے دردسر اپنے باپ دادوں کی میراث پاکر امیر بن بیٹھے ہیں اور دولت اُنکے حق میں نعمت ہونیکے بدلے آفت ہوگئی ہے ایسے مال مفت کے پانیوالے محض کاہل اور بیکار ہوتے ہیں اور ہمیشہ اپنے گرانمایہ وقت کے ذبح کرنیکی فکر میں رہتے ہیں اگر یہی دولتمند لڑکے اپنی دولت کا اچھا استعمال کریں اور اپنی جوابدہی کا خیال